

اس کی ہائی انڈسٹری



ایس قریشی عمران کے عزیز

۴۸

مکمل ناول

ہزاروی

مصنف
ایس قریشی

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی۔ بیقت آباد کراچی ۱۹

جملہ حقوق دائمی بنام مصنف محفوظ ہیں، اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات
اور تشبیہ دی جائیوالی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس
کیلئے مصنف، پرنٹر، پبلشر، ناشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

اس ناول کو نقل کر کے چھاپنے فلمانے یا اسٹیج ڈرامے کیلئے استعمال کرنے کیلئے
مصنف کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی
استحقاق کا حق صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

نفیس اکیڈمی پریس کراچی میں آفسٹ پرچھپ کر شائع ہوئے

قیمت: چھ روپے

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں۔

لیجئے برا آدمی پیش خدمت ہے۔ آج کا دور اٹیم کا دور ہے اور ہر حکومت نت نئے تجربات کر کے اپنی اٹمی صلاحیتوں کو دو گنا اور سہ گنا کرنے میں مصروف ہے اس کے لئے وہ حربہ آزماتی ہیں دوسروں کے راز چوری کر کے ان کو اپنے ساتھ لے کر نام سے منسوب کرنا بھی اس عمل کا ایک حصہ ہے۔ حکومتوں کی اس کمزوریوں سے بعض اونچے درجے کے جرائم پیشہ سرمایہ دار بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ حکومتوں کے راز چوری کراتے ہیں۔ خریدتے ہیں اور بھاری معاوضے لیکر ایک ہی لازمی حکومتوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔

اس طرح وہ کروڑوں اربوں روپے کمالیتے ہیں دولت کی اسی ہوس نے عمان کے ملک کے چند جرائم پیشہ افراد کو بھی اکسایا تھا اور انھوں نے بھی ایسا ہی ایک منصوبہ بنایا تھا مگر اس منصوبے کا کیا حشر ہوا۔ پڑھئے اور راتے سے مطلع فرمانامت بھولتے۔ !

والسلام
ایسوقا شیخ

ایسٹ ویشی کے اب یہ ناول مل سکتے ہیں

۵ - ۵۰	بجاد کی چوری	۱۲ - ۰۰	موت کا تجربہ	۶۱ - ۰۰	سیکریٹ سروس
۵ - ۵۰	آگ بابا	۷ - ۵۰	آپریشن اسپاے	۶۱ - ۰۰	مرڈر ایجنٹ
۵ - ۵۰	پراسرار آگ	۷ - ۵۰	خطرناک موٹر	۶۱ - ۰۰	بلیک پاور
۵ - ۵۰	بد صورت فتنہ	۶۱ - ۰۰	بلیک سیریز	۶۱ - ۰۰	ورنڈے کی واپسی
۵ - ۵۰	بلیک سرکل	۶۱ - ۰۰	بینڈوراسین ایک	۶۱ - ۰۰	بلیک ہاوس
۶۱ - ۰۰	ٹھہیریتے	۶۱ - ۰۰	کارڈیل جلد ۵۰ - ۳	۶۱ - ۰۰	سرد جنگ
۶۱ - ۰۰	موت کی چوری	۶۱ - ۰۰	ایجنٹ سیون	۵ - ۵۰	برفانی جہنم
۷ - ۵۰	میڈ گرلز	۶۱ - ۰۰	عمران سیریز	۵ - ۵۰	اصلی چہرہ
۷ - ۵۰	میجک آئی	۶۱ - ۰۰	پیاری کانفہ	۵ - ۵۰	لے چین دشمن
۹ - ۷۵	روڈ ٹو ڈیٹھ	۶۱ - ۰۰	سیارہ کی تباہی	۵ - ۵۰	بلو پرنٹ
۹ - ۷۵	نیلا نشان	۶۱ - ۰۰	خطرناک آدمی	۵ - ۵۰	سیاہ بچو
۴ - ۵۰	بلیک وومن	۶۱ - ۰۰	دھویں کے شکار	۵ - ۵۰	ہنگاموں کا موجد اول
۲ - ۰۰	بلیک ناٹ	۵ - ۵۰	موت کا جزیرہ	۱۰ - ۵۰	ہنگاموں کا موجد دوم
۷ - ۵۰	مرڈر بزنس	۵ - ۵۰	پراسرار سیارہ	۱۰ - ۵۰	ناٹ گرل اول
۷ - ۵۰	ڈنچرز	۵ - ۵۰	لاہوتی آواز	۱۰ - ۵۰	ناٹ گرل دوم
۷ - ۵۰	گرین سپاٹ	۵ - ۵۰	آسیلی چکر	۱۰ - ۵۰	ہل آف ڈیٹھ
۷ - ۵۰		۵ - ۵۰	بلیک ڈیٹھ	۳ - ۰۰	

آج ہی طلب فرمائیے کراچی میں۔ کراچی بک ڈپو۔ اردو بازار سے طلب فرمائیے

سید محمد رفیع مدظلہ العالی نے کاپیہ تیار کی ہے اور اسے سید محمد رفیع مدظلہ العالی کے پاس بھیج دیا ہے

ایوب اکسٹری۔ یاقوت آباد کراچی ۱۹

دفعۃً عمران پڑا کر اٹھ بیٹھا ایسا ہی لگا تھا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ وہ مسہری پر بیٹھ کر کانپنے لگا اس کے منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ دفعۃً وہ خاموش ہو گیا اس نے چونک کر چاروں طرف دیکھا۔ اس سے دو قدم کے فاصلے پر ایک قدا اور بکرا کھڑا ہوا تھا اور وہ گردن جھکاتے سینک آگے کتے اس پوزیشن میں تھا جیسے بس اپنے وہ دوسری ٹکڑے مارنے ہی والا ہو۔ اس سے پہلے بھی وہ جسے زلزلہ سمجھا تھا وہ اس بکرے کی پہلی ٹکڑی تھی۔

سیلمان: ”عمران حلق پھاڑ کر دہاڑا مگر اسے جواب نہیں ملا البتہ عجیب سا شور اس کے کانوں میں پڑا جیسے کئی آدمی لڑ پڑے ہوں یا بہت سے افراد شور مچا رہے ہوں وہ چند لمحوں صورت حال کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا پھر ٹم سے زور سے دہاڑا۔“

”سیلمان: ”جوزف: کہاں مر گئے تم دونوں۔“

”آیا صاحب۔“ دروازے سے سیلمان کی آواز سنائی دی اور وہ کنگیر بننے لے اندر خواب

میں چلا آیا اس کے عقب میں جوزف اندر گھسنا تھا اس کے ہاتھ میں بوتل ادبی ہوئی تھی جس سے وہ چسکیاں لے رہا تھا۔

”کیا بات ہے کیوں شور مچا رہا ہے۔؟“ عمران غرایا۔
 ”صاحب یہ شراب پی رہا ہے۔“ سلیمان نے تیزی سے کہا۔
 ”پھر؟“ عمران نے پوچھا۔ تیرا خون تو نہیں پی رہا۔“
 ”پی کر دیکھے یہ جی کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔“ سلیمان کفگیر نیچا کر بولا۔
 ”وانٹ چھٹی کا دودھ۔؟“ جوزف نے حیرت سے پوچھا۔
 ”ایسے تو چھٹی کا دودھ نہیں جانتا۔؟“ سلیمان نے حیرت سے پوچھا۔
 ”نو۔ نہیں۔۔۔“ جوزف نے انگریزی اور اردو میں کہا۔
 ”بس بس اپنی اردو انگریزی اپنے پاس رکھ۔“ سلیمان کفگیر جوزف کی طرف کر کے بولا۔
 ”جتنی انگریزی.... انگریزی تو جانتا ہے وہ مجھے بھی آتی ہے۔“
 ”تم پہلے چھٹی کے دودھ کی بات بتاؤ۔؟“ جوزف غرایا۔
 ”نہیں بتاؤں گا تو تو کیا کر لے گا۔؟“ سلیمان نے آنکھیں نکالیں۔
 ”خون پی جاؤں گا تمہارا۔“ جوزف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
 ”کٹروا ہو گا خود ہی تھوکتا پھر سے گا۔“
 ”نہیں تھوکیں گا۔“ جوزف غرایا۔
 ”تو پھر جلد خدا گنچ پیچ جاتے گا۔“
 ”کھدا گانچ۔؟“ جوزف غرایا۔
 ”ایسے اب تجھے خدا گنچ کے معنی بھی بتاؤں۔؟“ سلیمان جھلا کر بولا۔

”ام بوتا اے کہ تم نے امارا شراب کیوں پھوڑا۔؟“

”اے لوصاحب۔۔ سلیمان نے عمران کو مخاطب کیا۔ اب یہ بالکل ہی پاؤلا ہو گیا ہے۔“
کیا بوتا۔؟ جوزف غرا کر اس پر چھٹا۔

صحیح بوتا ہوں۔۔ سلیمان نے جھکائی دیکر اس کی گرفت سے بچتے ہوئے کہا۔
”اے بات کیا ہے کیوں یہ دھننگا شتی ہو رہی ہے۔؟ عمران اچانک زور سے دھاڑا اور
وہ دونوں سہم گئے۔

”باس یہ جوزف کا بچہ پابندی کے بعد بھی شراب پی رہا ہے۔ سلیمان نے جلدی سے کہا۔
پھر تجھے کیا۔؟“

”یہ کلوتا ہم سب کی توہین کر رہا ہے۔“

”کیوں بے کلوٹے۔۔ عمران جوزف کی جانب گھوما تو ہم سب کی توہین کر رہا ہے۔؟“
”نوباس۔ یہ لک کا اولاد غلط بوتا ہے۔۔ جوزف جلدی سے بولا۔ اس نے پابندی پابندی

کہہ کر ہمارا ایک بوتل شراب توڑ دیا۔“

”کیوں بے سلیمان کے بچے۔۔ عمران نے سلیمان سے کہا۔ تو نے اس کی بوتل توڑی ہے۔؟“

”ہاں صاحب۔۔ سلیمان نے اطمینان سے اقرار کیا۔

”کیوں توڑی ہے۔؟ عمران غرا کر بولا۔

”وہ... صص... صاحب شراب حرام ہے نا اس لئے میں نے بوتل گٹریں پھینک دی

تھی۔“ سلیمان نے جلدی جلدی بات بتائی۔

”اے جوزف کے لئے حرام نہیں ہے۔۔ عمران نے آنکھیں نکالیں۔

”ہے صاحب۔۔ سلیمان نے کہا۔ یہ کلوتا بھی تو یہاں پر ہمارا ہوتا ہے نا۔“

”یہاں کے قانون بھی اس پر لاگو ہوں گے۔“

”اے یہ عیسائی ہے اور غیر مسلموں پر پنیے پلانے کی پابندی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔ پٹر

سے سچے میں یہ لوگ۔۔

”واہ عجیب مسئلہ ہے۔۔۔ سلیمان ٹیڑھا یا پھر دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے کہتے لگا۔

صاحب یہاں سب کچھ نہیں چلے گا۔

..کیا نہیں چلے گا بے۔؟

”یہی شہزادِ خراب۔“ سلیمان نے نفرت سے جھڑپ کے ہاتھ میں دبی بوتل کو دیکھتے ہوئے

کہا۔ میں ساری بوتلیں توڑ دوں گا۔

تو... چوہے کا بچہ.. جو دف پھر سلیمان پر جھپٹا تھا سلیمان تیزی سے میز کی طرف ہٹا
تھا۔ میز کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے نے جانے کیا سمجھا کہ اس نے ذرا سا پیچھے ہٹ کر سلیمان کے کولہوں
پر زور وار کر دے ماری اور وہ اچھل کر سامنے والی میز سے ٹکرایا پھر اسے لے لے لے چاروں شا
جیت ہو گیا۔ میز اس کے سینے پر تھا۔

”اے مرگیا۔“ وہ بڑے زور سے چلایا۔ تیرا بیڑہ غرق ہو کلوٹے۔“

..واہ...واہ...چوزف نے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجاتیں۔

خدا کر سے تیار... جملہ سلیمان کے منہ... میں ہی رہ گیا جو زف جو کہ اس دوران کچھ آگے

بڑھ آیا تھا... ٹبرے زور سے اچھلا اور سلیمان کے اوپر ٹیری مینز بڑھ دھیر ہو گیا۔ بکرے

نے اسے بھی نہیں چھوڑا تھا۔ جوزف کے گھر کے پر سلیمان کے حلق سے ایک دلہن پر چرخے نکلی تھی اور

وہ بری طرح کراہ رہا تھا۔

۔ ایسے یہ سب کیا ہے ۔ ” عمران پلکیں پٹ پٹاتا ہوا بولا ۔

۔ اسے ہٹاتے صاحب تو من کی لاش کو ۔ ” سلیمان میز اور جوزف کے نیچے دبا ہوا کراہا ۔

جوزف ایسا بن گیا جیسے بیہوش ہو گیا ہو ۔ ”

۔ اے جوزف کے بچے ۔ ” عمران نے پکارا مگر جوزف خاموش ہی رہا تھا ۔

۔ یہ تو مر گیا صاحب ۔ ” سلیمان نے کراہ کر کہا ۔ جلد ہٹاتے اس تو من کی لاش کو ورنہ یہ میرا

تو کبارہ کر دے گا ۔ ”

۔ جوزف کے بچے ۔ ” عمران پھر دانت پیس کر بولا مگر جوزف اس مرتبہ بھی نہیں بولا تھا ۔

سلیمان اس کے نیچے دبا ہوا برعکاس طرح کراہ رہا تھا ۔

۔ اگر فوراً ہی نہیں اٹھا تو دو نہراڑ ٹھکیں لگانی پڑیں گی ۔ ” عمران زور سے دھاڑا اور جوزف

نے آنکھیں کھول دیں ۔ ”

۔ باس بے ہوش ہو جانے والے بولا نہیں کرتے ۔ ”

۔ تو بے ہوش ہوا ہے ۔ ” عمران نے آنکھیں نکالیں ۔

۔ بیس باس ۔ ” جوزف نے کہا اور پھر آنکھیں بند کر لیں ۔

۔ جوزف دو نہراڑ ٹھکیں ادلا یک نہراڑ ڈنڈ ۔ ”

۔ ماتی گاڑ ۔ ” دفعتاً جوزف بلبل کر سلیمان کے اوپر سے ہٹ گیا وہ باس بار پناہ مانگ چھٹک

رہا تھا اور غرار رہا تھا ۔

۔ دیکھنا صاحب اب ہٹ گیا نایہ چڑی کا بچہ ۔ ” سلیمان نے میز اپنے اوپر سے ہٹاتے

ہوتے کہا اور ٹھیک اسی لمحے جب سلیمان کھڑا ہو رہا تھا بکرے نے کھڑتے ہوئے جوزف کے

بھر پور ٹکڑے سید کی اور وہ سلیمان پر گرا اور سلیمان فرش پر ۔ دوسرے ہالچے وہاں پھر سلیمان

کی چغییں اور کوئٹے گونج رہے تھے۔

”اے تیرا ستیاناس... موت آتے تجھے۔ خدا غارت کرے گا کلوٹے۔“ وہ اس کے نیچے دبا کر رہا تھا۔ جوزف بدقت تمام سلیمان کے اوپر سے اٹھا ہوا تھا کہ پھر ٹکر پڑی اور وہ پھر انٹ گیا اس بار جوزف کی دھاڑ سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔
 ”ٹانگیں چیر دوں گا۔“ جوزف دھاڑا پھر وہ کروٹ لیکر سیدھا ہوا اور اٹھ کھڑا ہوا اگر اس بار بھی وہ سیدھا کھڑا ہوتا تو بکرا اس کا مزاج پوچھے بغیر نہیں رہتا۔
 ”مر گیا صاحب۔“ سلیمان کھڑے ہو کر کمر اور کوہے سہلاتا ہوا بولا۔ خدا غارت کرے اس بکرے اور کلوٹے کو۔“

”اے اسے کون لایا تھا۔؟ عمران غرایا۔“
 ”یہی کلوٹا لایا تھا۔“ جوزف کہہ کر بولا۔

”کیوں لایا تھا۔؟“

”کہہ رہا تھا صاحب کہ بقر عید پر قربان کریں گے اور کرسمس پر گوشت بھون کر کھائیں گے۔“ سلیمان نے بکرے کی سیدھ میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا اس کے منہ سے کراہیں بدستور خارج ہو رہی تھیں اور کمر دوہری ہو گئی تھی۔

”یعنی... کیا... مطلب۔“ عمران نے اجمقانہ انداز میں پوچھا۔ کیا اس بار غلطی سے بقر عید کرسمس والے دن آگئی ہے یا کرسمس بقر عید والے دن ہو گیا ہے۔“
 ”پپ پتہ نہیں صاحب۔“ سلیمان نے کراہتے ہوئے کہا۔ جوزف اب تک کھڑا اپنے بدن کو

حرکت دیکر چوٹ کا اثر زائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جوزف۔ عمران نے جوزف کو پکارا۔

”یس باس۔“ جوزف نے چونکر کہا۔

”بکر کیوں لایا تھا۔؟“

”اس کک کی اولاد نے بنایا تو ہے باس۔“

”کرسمس اور بقر عید ایک ساتھ منائے گا۔؟“

”یس باس۔“

”مگر کیسے۔؟“ عمران دہاڑا۔

”پہلے ہم بقر عید منائے گا صاحب اور بکر زال بے کرے گا پھر کرسمس منائے گا اور اس کا گوشت بھون کر کھائے گا۔“

”اے یہ زال بے کیا ہوتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہی صاحب جسے آپ لوگ گاڈ کانام میکر کاٹتا ہے۔“

”اے اسے ذبح کہتے ہیں۔“

”ہاں وہی وہی میرا وہی مطلب ہے باس۔“

”مگر کرسمس اور بقر عید تو ایک ساتھ نہیں منا سکتا۔“

”کیوں باس۔؟“

”اے اس لئے کہ وہ دونوں ایک ساتھ نہیں آتیں۔“

”کیا ان میں آپس میں جھگڑا ہے باس۔“ جوزف نے بے ساختہ کہا اور عمران کے ہونٹوں پر

سکراہٹ آتے آتے رہ گئی۔

”اے دونوں کی تاریخوں میں فرق ہوتا ہے۔“ عمران غرایا۔

”اس کلوٹے کو شراب پینے سے فرصت ہونا صاحب تب ہی اسے کسی بات کا پتہ ہو۔“

سیمان نے کہا پھر اچانک اس نے بکرے کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس نے دوڑ کر سیمان کے کمر مارنی چاہی سیمان کو دکر الگ ہو گیا اور بکرا جھونک میں آگے نکل گیا اور اس کی ٹکر سیمان کے برابر کھڑے ہوئے جوزف پر پڑی تھی جوزف کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی اور وہ پیٹ پکڑے کمر کے بل صوفے پر گر پڑا اور پھر صوفے سمیت الٹ گیا۔

» واہ... واہ... « سیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔ مزا آگیا صاحب۔ «

» ام تو کم کو خندہ نہیں چھوڑے گا۔ « جوزف کھڑے ہوتے ہوئے دھاڑا تھا پھر اس نے اٹھ کر سیمان کو پکڑنا چاہا تھا کہ عمران دھاڑا۔
» ٹھہر جا شب دیجور کی اولاد۔ «

» میں اسے نہیں چھوڑوں گا یا اس۔ « جوزف سیمان کی جانب دیکھ کر غرایا۔

» نہ چھوڑیو۔ « عمران غرایا۔ پہلے اپنے چچا کو تو پکڑ۔ «

» واٹ چچا۔ « جوزف نے حیرت سے پوچھا۔

» ایسے یہ رہا۔ « عمران نے بکرے کا جانب اشارہ کیا۔

» اوہ یہ... « جوزف ہنس پڑا۔

» کیوں ہنسا کیوں۔ « عمران نے جوزف کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

» باس ایک بات کہوں۔ « وہ سرگوشی میں بولا۔

» ہاں بول بول۔ «

» اس بکرے کو ٹریننگ دے کر لڑنے والا بنادوں۔ «

» پھر کیا ہوگا اس سے۔ «

» ہوگا یہ باس کہ ہم... «

بکرے لڑاتے پھریں گے۔“ عمران نے اس کا جملہ کاٹ کر کہا۔
 نو باس۔ میری یہ مطلب نہیں تھا۔“

”پھر کیا مطلب تھا تمہارا۔؟“ عمران نے پوچھا۔

”وہ باس اسے دشمنوں پر آزمائیں گے۔“ جوزف نے کہا۔ ”بڑی اچھی فائیت کرتا ہے یہ۔“

”ابے چل احمق کے اٹھے۔“ عمران بالسر سامنے بنا کر بولا۔ اسے چھوڑ آ کہیں۔“

نو باس پورے ایک ہزار کا لیا ہے۔“

”پھر کاٹ کر کھا جا۔“

”مگر باس کرسمس....“ جوزف نے کہنا چاہا۔

”کرسمس مناتے گا تو سیاہ سرکنڈوں کی لال روہیں تجھے منالیں گی۔“

”بب... باس... ہو... ہو... ہو... فادر۔“ جوزف سمجھے ہوئے لہجے میں بولا۔ ایسا نہ ہو

باس ورنہ سرکنڈوں کی روہیں نقصان پہنچا دیں گی۔“

”کسے نقصان پہنچائیں گی پیارے۔؟“

”بب... باس سرکنڈوں کی بدروہیں مذاق اڑانے والے کو کبھی معاف نہیں کرتیں۔“

جوزف کا لہجہ اب بھی سہما ہوا تھا۔

”اگر دو منٹ میں تو اس مصیبت کو سیکر دفاع نہیں ہوا تو میں خود تجھے ان بدروہوں

کے حوالے کر دوں گا جو سرکنڈوں میں تیری منتظر ہیں۔“

”ہولی فادر۔“ جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ میں اسے لے جا رہا ہوں۔“

”جلدی کر پھر ورنہ۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ بدروہیں آ موجود ہوں گی

”اچھا بب باس۔“ جوزف نے کہا۔ اور پھرتی سے بکر پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا کمرے

سے نکال لے گیا اس کے بعد سلیمان بھی کھسک ہی رہا تھا کہ عمران بول پڑا۔

”تو کہاں چلا ہے۔؟“

”کچن میں صاحب۔۔“ سلیمان نے جلدی سے کہا۔ آج آپ کے لئے مرغ روست کرنا

ہے نا۔؟

”ابے کل تو تو کہہ رہا تھا پیسے نہیں ہیں اور آج یہ مرغ کہاں سے آگیا۔؟“

”وہ صاحب پٹروسی کا مرغ ہے۔۔“

”ابے چوری کرتا ہے۔؟“

”چوری نہیں ہے صاحب میں اپنی اصل بمعہ سود وصول کر رہا ہوں۔۔“

”وہ کیسے۔؟ عمران نے پلکیں جھپکائیں۔“

”یہ روزانہ میرے پاس کچن میں گھس آتا تھا۔“

”تو دروازہ کھلا چھوڑتا ہی کیوں تھا جو مرغار وڑا جاتا تھا۔؟“

”آج ہی کے دن کے لئے صاحب۔۔“ سلیمان نے کہا۔ جب یہ آ جاتا تھا تو میں اسے مکھن لگ

توس گھی لگی روٹی اور ایسی ہی چیزیں کھلایا کرتا تھا۔“

”ابے اصلی گھی انسانوں کو نصیب نہیں ہے تو مرغ کو کھلاتا رہا ہے۔؟“

”آپ کے لئے صاحب۔۔“ سلیمان نے جلدی سے کہا۔

”آگے بول پھر کیا ہوا۔؟“

”تو صاحب اس مرغ پر ہمارا حق بھی ہونا سو آج میں نے اسے پکڑ کر حلال کر ڈالا۔“

”ابے جس کا مرغ ہے کیا اس کا حق اس پر نہیں بنتا۔؟“

”بنتا ہے صاحب اور اس کے لئے میں نے آدھا الگ کر دیا ہے۔۔“

پکا کر بھیجے گا۔؟

”نہیں صاحب میں نے گوشت رکھ لیا ہے اور پیڑوسی کے لئے آنتیں پیرا دیاں کے سرے پاتے رکھ چھوڑے ہیں۔“

”سلیمان۔۔“ عمران نے رو دینے والے لمبے میں کہا۔

”جی صاحب۔۔“ سلیمان جلدی سے بولا۔

”تو میرا استاد اور میں آج سے تیرا شاگرد۔“

”استاد شاگردی کے لئے اصلی جاپانی کپڑے کی پگرمی ٹوپی اور پانچ سیر مٹھائی ہوتی ہے

صاحب اور پانچ سو روپے نذرانہ۔“

”ابے چنی بہت مہنگی ہے۔“

”چلتے مٹھائی سو اسیر کر لیجئے۔“ سلیمان نے کہا۔ مگر نقدی میں کوئی کمی نہیں ہوگی صاحب

مہنگائی کا زمانہ ہے۔“

”ٹھٹھ۔۔۔ ٹھیک ہے۔“ عمران نے کہا۔ دراز میں پرس پڑا ہے پانچ سو روپے نکال لے

اور مجھے شاگرد بنا لے۔“

”سمجھ لیجئے آپ بن گئے صاحب۔“

”سچی مچی۔؟“ عمران نے اس طرح کہا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو ٹھیک اسی لمحے فون کی

گھنٹی بول پڑی اور وہ دونوں چونک پڑے۔

”کون اکرا۔“ سلیمان نے کہا اور میز کی دراز کھول کر جلدی سے پرس نکالا اور اس میں

سے سو سو کے پانچ نوٹ نکال لئے پرس میں کتنی ہزار کے نوٹ تھے مگر اس نے پانچ سے چھٹا نوٹ چھوٹے

کی کوشش نہیں کی تھی۔

اے دیکھ کون آیا ہے۔۔۔ عمران نے سلیمان کی گدی پکڑ کر باہر کی جانب دھکیلتے ہوئے کہا

اور سلیمان گرتے گرتے بچا۔

گھنٹی دروازے کی نہیں فون کی بولی ہے صاحب۔۔۔ سلیمان گدی سہلاتا ہوا بولا۔

اور عمران فون کو گھورنے لگا۔

اے یہ تو خاموش ہے تو مجھے ہی الونبار ہے۔؟

نہیں صاحب گھنٹی فون کی بولی تھی۔

پھر اب کیوں نہیں بول رہی۔؟

بولے گی بولے گی۔۔۔ سلیمان نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ یہ فون اتنا شریف نہیں ہے کہ

ایک بار بول کر خاموش ہو جاتے۔

اچھا۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا پھر شاید کچھ اور کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ فون کی

گھنٹی پھر بول پڑی اور اس نے جھپٹ کر ریسپونڈ کر اٹھا لیا۔

ہیلو مرغ چور اینڈ کمپنی۔۔۔ اس کے حلق سے نکلنے والی آواز نے سلیمان کو چونکا دیا

تھا کیونکہ لب و لہجہ اسی کا سا تھا۔

کیا بکواس ہے یہ۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔

بکواس نہیں بھاب۔۔۔ عمران نے بدستور سلیمان کے لہجے میں کہا۔ چوری کا مرغ کھانا

ہے تو فوراً ہی فلیٹ آجائیے۔

اٹیڈ۔۔۔ دوسری جانب سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

جی نہیں کر ٹیڈ پر نہیں ملا تھا اس لئے چوری کرنا پڑا ہے۔

کیا تم جانتے ہو میں کون ہوں۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا لہجہ حد درجے غصیلہ تھا۔

عمران دوسری طرف سے بولنے والے کو ہزاروں میں اکازوں میں بھی شناخت کر سکتا تھا۔ ظاہر ہے وہ سرسلطان کو کس طرح بھول سکتا تھا۔ مگر وہ انجان ہی بنا رہا۔

”نہیں جناب۔“ اس نے کہا۔ آپ جنوادیجئے نا۔؟

”عمران ہے یا نہیں۔؟“ سرسلطان کی پھاڑکھانے والی آواز آئی۔

”مم... میں نے ان کو فلیٹ سے نکال دیا ہے صاحب۔“

”حکومت ورنہ گولی مار دوں گا۔“ سرسلطان کی گرجدار آواز ریسپور پر ابھری اور عمران

اچھل پڑا بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا تھا۔

”ارے باپ رے... ہمپ۔“ اس نے منہ نیچے لیا۔

”تو یہ تم تھے سور کہیں کے۔“ دوسری جانب سے سرسلطان کی محبت بھری آواز سنائی

دی جس میں جھلاہٹ بھی شامل تھی۔

”سور فون نہیں کیا کرتے جناب عالی۔“ عمران نے اصل آواز میں کہا۔

”حکومت اور غور سے سنو۔“

”جی فرماتے ہیں اور سلیمان دونوں ہمہ تن خرگوش ہیں... نن... نہیں... بیمر مطلب

ہے ہمہ تن گوش ہیں۔“

”تم علیم الدین کو جانتے ہو۔“ سرسلطان نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”عمران کے ذہن میں کتنی چہرے گھوم گئے۔“

”آپ کو بسے حلیم دین کی بات کر رہے ہیں جناب۔“ اس نے کہا۔ ”میرے علم میں بہت سے

حلیم دین ہیں۔“

”علیم الدین۔“ سرسلطان غراتے۔ ”وہ جن کی کاسمیٹکس کی فیکٹری ہے۔“

، اوہ سمجھا آپ کے دوست علیم الدین۔

، شناسا کہہ سکتے ہو دوست نہیں۔

، شناساتی ہی دوستی میں بدلتی ہے۔

، تم آج رات نو بجے ان سے مل لو۔

، مم... مگر کیوں جناب۔

، وہ تم سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں۔

، سرکاری حیثیت سے؟

، نہیں۔، سر سلطان نے کہا۔ پیر تیوٹ ٹیوٹ طور پر۔

، آپ جانتے ہیں ہمارے ہاں پیر تیوٹ ٹیوٹ سرخ رسا نوں کی گنجائش نہیں ہے۔

، جانتا ہوں۔ بہر حال تم ان سے مل لو پھر دیکھو وہ کیا چاہتا ہے۔

، ملاقات طے ہے۔

، ہاں آج رات نو بجے ڈنر اسی کے ساتھ لینا ہوگا۔، سر سلطان نے کہا پھر عمر ان کچھ کہنا

، ہی چاہتا تھا کہ رابطہ منقطع ہو گیا اور اس نے جھلا کر رسیور کر ٹیل پر پٹے دید۔

سینا الہیاتی

نارمن چونک پڑا اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوتے پتے میز پر رکھے اور اس ویٹر کو گھورنے لگا جو دروازے میں کھڑا اسے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔
 ”کیا بات ہے۔؟“ نارمن اس کے قریب پہنچ کر بولا۔
 ”تمہارا فون ہے۔“ ویٹر نے اندر میز پر رکھے رسیور کی جانب اشارہ کیا اور باہر نکل گیا نارمن اندر داخل ہوا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگالیا۔
 ”ہیلو کون ہے۔؟“ اس نے مانتھ پیس میں کہا۔
 ”نارمن۔؟“ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔
 ”اوہ تو تم ہو۔؟“ نارمن کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
 ”کیا تم تیار ہو۔؟“
 ”بالکل میں ہر وقت تیار رہتا ہوں۔“

”پتہ نوٹ کرو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔

”بولتا رہو میری یادداشت کچی نہیں ہے۔“

”وہاں عقب میں کھڑکی ہے اسی سے نشانہ لینا ہوگا۔“ دوسری جانب سے پتہ بتانے کے بعد کہا گیا۔

”میں جا کر جائزہ لے لیتا ہوں۔“

”یہ بہت اچھا رہے گا اس طرح غلطی کا امکان نہیں رہے گا۔“

”فاصلہ کتنا ہوگا؟“

”کیوں کیا نشانہ کمزور ہے؟“

”یکو اس مت کیا کرو۔“ نارمن غرایا۔ میں ایک میل سے بھی نشانہ لگا سکتا ہوں۔“

”پھر فاصلہ کیوں پوچھا جا رہا تھا؟“

”رائفل کے لئے۔“ نارمن نے کہا۔ جتنا فاصلہ ہوگا میں اسی حساب سے رائفل لے

جانا چاہتا ہوں تاکہ گولیاں ضائع نہ ہوں۔“

”تم ٹیلی سکوپ والی رائفل لیکر جاؤ گے۔“

”گویا فاصلہ زیادہ ہے۔“

”ایسی بات نہیں ہے نارمن۔“

”پھر ٹیلی سکوپ رائفل کیوں؟“

”صرف اس لئے کہ دوسرے فائر کی ضرورت نہ رہے۔“

”دوسرے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔“

”یہی ہونا چاہیئے ورنہ وہ بولمڑ کی طرح چالاک ہے فوراً ہی بل میں گھس جائے

گا اور پھر اسے مار لینا نامکن ہوگا۔

”کیا ابھی وہ خطرے سے آگاہ نہیں ہے۔؟“

”نہیں اور نہ ہو سکے گا۔“

تب وہ بہت آسان ٹارگٹ ثابت ہوگا۔ نارمن خوش ہوتے ہوئے بولا اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کسی بچے کو اس کا من پسند کھلونا مل گیا ہو چہرے پر عجیب سی چکناہٹ پھیل گئی تھی۔

”اتنا آسان کبھی نہیں کہ تم لا پر واہی بر تو۔“

”تمہارا کام سو فیصدی ہو جاتے گا۔“ نارمن غرایا اسے دوسری طرف کا رخ کر کے یار لگا تھا۔ ایسا ہی لگا تھا جیسے گالی دی گئی ہو۔

”غلط مت سمجھو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ اگر پہلے ہی فائر میں

کام نہیں بنا تو پھر اس کی بجائے ہم شکار بن جائیں گے۔

”ٹھیک ہے۔“ نارمن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ تم سے کہاں ملاقات ہوگی۔

”کام ہو جائیکے بعد مقررہ جگہ پر۔“ دوسری جانب سے کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ منقطع

ہو گیا۔ نارمن نے ریسپور کر ٹیل پر رکھ دیا اور کمرے سے نکل آیا اس نے میز کی طرف دیکھا جہاں وہ تاش کھیل رہا تھا بازی رکی ہوئی تھی۔

”میں ڈراپ کرتا ہوں۔“ نارمن نے کہا اور پتے گڈی میں ملاتے اور خارجی دروازے

کی جانب بڑھ گیا۔ باہر نکل کر اس نے ایک ٹمکی سی روکی اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے اس

نے عقب میں دیکھا انداز ایسا ہی تھا جیسے یہ اندازہ لگانا چاہتا ہو کہ کوئی اس کا تعاقب تو نہیں

کر رہا۔!

کہاں چلوں صاحب۔، ڈرائیور نے ٹسکی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

”سیدھے چلتے رہو آگے بتاؤں گا کہ کہاں جانا ہے۔“ نارمن نے کہا اور ٹسکی کی رفتار تیز ہو گئی

جب نارمن مطمئن ہو گیا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا تو اس نے ڈرائیور سے کہا۔

”رینوکا سکوائر پر ٹاور پلازہ چلنا ہے۔“

”بس سر۔“ ڈرائیور نے کہا اور نارمن آرام سے سیٹ کی عقبی پشت گاہ سے ٹک کر بیٹھ

گیا۔ وہ ایک پیشہ ور قاتل تھا کرتے کا قاتل اب تک وہ تقریباً ایک درجن قتل کر چکا تھا مگر پولیس

اس پر ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کر سکی تھی۔ شبہ نہ کرنے کی وجہ نارمن کی اعلیٰ منصوبہ بندی وقت کی پابندی

اور ذہانت تھی۔

اس کے شکاروں میں سے چھ اس طرح مرے تھے کہ پولیس ان کو اتفاقی حادثے کے علاوہ

اور کوئی رنگ نہ دے سکی تھی۔

چار قتل خودکشی ثابت ہو گئے تھے جبکہ ایک باتھنگ ٹب میں اتفاقیہ پھسل کر ہلاک ہونے

اور دوسرا پانی میں ڈوب کر مرنے کا کیس ثابت ہوا تھا۔ منصوبہ بندی اتنی اعلیٰ تھی کہ پولیس کو ایک

لمحے کے لئے بھی اس بات کا شبہ نہیں ہو سکا تھا کہ یہ قتل ہیں اتفاقی اموات نہیں۔

”ٹاور پلازہ آگیا صاحب۔“ ڈرائیور نے ٹسکی روکنے کے بعد کہا اور نارمن اپنے خیالات

سے چونک پڑا۔

اس نے باہر نظر ڈالی کھڑکی کے شیشوں میں سے وہ ٹاور پلازہ کا دروازہ بخوبی دیکھ سکتا

تھا۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور رات گریا وہ اس وقت تک وہاں رہا تھا جب تک ٹسکی تگاہوں سے

اُجھل نہ ہو گئی۔

اس نے ٹاور پلازہ کا عظیم الشان دروازہ دیکھا اور بارہ سیڑھیاں چڑھ کر اس کے

ریشیشن ہال میں داخل ہو گیا مگر اسے یہاں رکنا نہیں تھا وہ دوسرے دروازے سے باہر نکل آیا
پھر وہ ٹاور پلازہ کے سامنے والی بلڈنگ میں داخل ہوا اور زینے طے کرنے لگا۔ بلڈنگ آٹھ منزلہ
تھی۔ !

یہاں موجود دفستروں کے لئے دو لفٹیں موجود تھیں جو صبح سات بجے سے شام چار بجے
تک چلتی تھیں لفٹیں اس وقت بھی چل رہی تھیں مگر نارمن زینوں کی جانب ہی بٹھا تھا چھت تک پہنچنے
میں وہ خاصہ تھک سا گیا تھا سینہ معمول سے زیادہ پھول پچک رہا تھا مگر یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ
اس کا سالش قابو سے باہر ہو گیا ہے۔

دو تین لمحوں میں اس نے سالش بھوار کیا اور چھت کا جائزہ لینے لگا یہاں چھت پر دونوں
کونوں میں دوزینے تھے۔

ایک سے وہ اوپر آیا تھا جبکہ دوسرا چھت کے دوسرے حصے میں بنا ہوا تھا زینوں کے
بازیر ہا دونوں طرف لفٹیں بھی لگی ہوتی تھیں۔ نارمن نے اچھی طرح سے ہر طرف کا جائزہ لیا پھر اس کی
نگاہیں سامنے موجود ایک بارہ منزلہ بلڈنگ پر جم گئیں۔ وہ ایک خاص مقصد سے بارہ منزلہ
عمارت کی ایک کھڑکی کو گھور رہا تھا۔

اس کھڑکی پر ایک سیاہ کاغذ کا ٹکڑا چوکھٹ پر چپکا ہوا تھا اور اس وقت ساری
کھڑکیوں میں نمایاں نظر آرہا تھا اس نے کھڑکی اور بلڈنگ کی سچو لیشن دیکھی پھر چھت سے نیچے
جہان کا سڑک پر دوڑنے والی گاڑیاں کھلونوں کی طرح نظر آرہی تھیں وہ چھت کے دوسری جانب
عمارت کے عقبی حصے کی جانب بٹھا یہاں ہنگامی طور پر کام آنے والی لوہے کی سیڑھی موجود تھی
لیکن اس کا ادبیر کا سرا آٹھویں منزل پر ختم ہو گیا تھا اور وہ چھت تک نہیں آیا تھا۔ ظاہر ہے
فلٹوں کے مکینوں ہی کو اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی سیڑھی زنگ آلود ہو چکی تھی۔ اس نے نیچے

نظر ڈالی۔

یہ حصہ سنسان ہی نظر آ رہا تھا نیچے گلی میں جگہ جگہ کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا۔ اس نے مطمئن انداز میں سر کو جنبش دی اور واپسی کا سفر طے کرنے لگا۔ پانچ منٹ بعد وہ ایک پبلک فون بوتھ سے کسی کو رنگ کر رہا تھا۔

”ہیلو کون ہے۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا بولنے والی ہستی وہی تھی جس نے گھنٹہ بھر قبل اسے فون پر کسی کام کے لئے تیار ہونے اور رات نو بجے انجام دینے کے لئے کہا تھا۔“

”کیا رہا۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔“

”جائزہ لے لیا ہے۔“

”مطمئن ہو گئے ہو۔؟“

”ہاں میں نے وہاں سے فرار کا راستہ بھی دیکھ لیا ہے۔“

”عقیقی آہنی سیڑھیاں استعمال کر دو گے۔؟“

”ہاں اس کے علاوہ فرار کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔“ نارمن نے کہا۔ میں نے جائزہ لے

لیا ہے اگر میں زینوں کے راستے اتر تو روشنی میں آ جاؤں گا۔“

”نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

”عکس اس کے اگر میں عقیقی راستے سے اتروں تو محفوظ رہوں گا کیونکہ اس گلی سے بڑی

سڑک پر کوئی راستہ نہیں نکلتا۔“

”میں نے اسی لئے اس بلڈنگ کا انتخاب کیا تھا۔“

”بہت اچھا انتخاب ہے۔“ نارمن نے کہا۔ لیکن ایک پرہیز ہے۔؟

”وہ کیا۔؟“

”اگر کھڑکی بند ہوتی تو۔؟ نارمن نے اپنا اندیشہ ظاہر کر دیا۔ نشانہ چوک جاتے گا اور وہ ہوشیار ہو جاتے گا۔“

”ایسا نہیں ہونا چاہیے نارمن۔“

”اس کے لئے کھڑکی کا کھلا ہوا ہونا ضروری ہے۔“

”ٹھیک ہے اس کی کوشش کی جائے گی۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ لیکن اگر کھڑکی کھلی ہوتی نہ ملے تو تم کوئی کارروائی نہیں کرو گے۔“

”اتنی محنت بیکار ہو جائے گی۔؟“

”پرواہ محنت کرو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ بہر ترتیب کوشش اور محنت کا معاوضہ تم کو ملتا ہے گا ہم بخیل نہیں ہیں۔“

”میل یہ مطلب نہیں تھا۔“

”پھر۔؟ کیا کہنا چاہتے ہو۔؟“

”یہی کہ میرا بار بار اس طرف آنا پولیس کو شک و شبہ میں مبتلا کر سکتا ہے۔“ نارمن نے کہا۔ پولیس کے بیشتر افراد میری صورت آشنا ہیں۔“

”ٹھیک ہے اگر کھڑکی کھلی نہ ہو تو تم واپس ہو جاؤ گے تمہارا طے شدہ معاوضہ کل کسی وقت تم کو مل جائے گا۔“

”اور کام کا کیا ہے گا۔؟“

”مجھے سو فیصدی امید ہے کہ کھڑکی کھلی ہوتی ملے گی اور تم اپنا کام آسانی سے انجام دے

سکو گے۔“ دوسری جانب سے پر اعتماد لہجے میں کہا گیا۔

۔ اگر کھڑکی کھلی ملی تو کام ہوا سمجھو ۔

مجھے اعتماد ہے اسی لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے ۔

۔ اگر وہاں ایک سے زیادہ افراد ہوتے تو پھر ؟

۔ تمہیں صرف مطلوبہ ٹارگٹ کو مد نظر رکھنا ہے ۔ دوسری جانب سے کہا گیا ۔ اس کے علاوہ

کچھ نہیں ۔

۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہاں وہ اکیلا ہوگا ۔

۔ سو فیصد ۔ میں نے اس کے پروگرام معلوم کر لئے ہیں اس کا آج کوئی ایسا اپا ٹمٹٹ نہیں

ہے جو پانچ بجے کے بعد ہو ۔

۔ وہ عیاش آدمی ہے ۔ نارمن نے کہا ۔ ممکن ہے اس نے اپنی کسی دوست کو وقت دے

رکھا ہو اور وہ رکاوٹ بن جاتے ۔

۔ ایسا نہیں ہوگا ۔ دوسری جانب سے کہا گیا ۔ عیاشی کے لئے وہ دفتر کو استعمال نہیں کرتا

بلکہ اس کے لئے اس نے ساحل پر کاسٹ بیج لی ہوئی ہے ۔

تم تو اس کے ہر پروگرام سے واقف ہو ۔ نارمن کے لہجے میں داؤد حسین تھی ۔

۔ اس کی وجہ تم جانتے ہو مسٹر نارمن ۔

۔ ہاں اور وہ ایک معقول وجہ ہے ۔

۔ بس یا اور بھی کچھ کہنا ہے ۔ ؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا ۔

۔ میں تو فرار ہو جاؤں گا ۔ نارمن نے کہا مگر اس بات کا علم کیسے ہوگا کہ نشانہ صحیح

لگا ہے یا نہیں ؟

مجھے تمہارے نشانے پر اعتماد ہے ۔

”سوری۔ نارمن نے کہا۔ میں عملی آدمی ہوں۔“

”کیا مطلب ہے۔؟“

”میں فاتر کے بعد دیکھوں گا کہ کام ہو یا نہیں۔“ نارمن نے کہا۔ نہ ہونے کی صورت میں میں

دوبارہ کوشش کروں گا۔“

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ اگر نشاء خطا گیا تو پھر دوسرے

نشائے کا مہلت نہیں ملے گی تمہیں۔“

”کیا وہ اتنا ہی پھر تیار ہے کہ فوراً کھڑکی....“

”سوال کھڑکی بند کرنے کا نہیں ہے۔“ دوسری جانب سے کہا گیا آواز میں جھلاہٹ اور

ناگواری تھی۔

”پھر۔؟ اگر کھڑکی کھلی ہوئی تو میں دوسری کوشش کر سکتا ہوں۔“

”پاگل ہو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ پہلے فاتر کے بعد ہی وہ کھڑکی کی زد سے نکل جائے

گا اور بعد میں کھڑکی بند ہو جاتے گی۔“

”ایسا نہیں ہوگا۔“

”کیوں۔ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ایسا نہیں ہوگا۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ وہ خطرہ محسوس

کرتے ہی فطری طور پر جان بچانے کے لئے حفاظتی تدابیر اختیار کرے گا اور اس کا پہلا مرحلہ

قرش پر لیٹ جانا ہوگا۔“

”میں جو راتفل استعمال کروں گا اس میں آواز نہیں ہوگی۔“

”آواز والی راتفل استعمال کر کے تم اپنی قبر نہیں کھود لو گے۔؟“

”مجھے کہنے دو۔“ نارمن جھلا گیا۔ میں لوگوں کی نفسیات سے تھوڑا بہت واقف ہوں

پہلے فائٹر کے بعد اگر وہ خالی گیا تو چند لمحے وہ سچویشن سمجھنے میں رگادیں گے اور اسی دوران میں دوسرا فائٹر کر دوں گا۔

بہتر ہے کہ تم پہلے فائٹر پر توجہ دو۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔
 ٹھیک ہے۔ نارمن نے کہا۔ مجھے نوے فیصد امید ہے کہ ایک ہی گولی کام کر دیگی۔
 کام ہو جانیکے بعد جس قدر جلد ہو اس جگہ سے نکل جانا۔
 ظاہر ہے وہاں رک کر میں اپنے لئے موت نہیں بلاؤں گا۔
 راتقل وہیں چھوڑ دینا۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ورنہ اس کا بکس کھلا ہوا اشتہا ہوگا کہ تم قاتل ہو۔

جیب میں فوراً ہی وہاں سے چلدوں گا تو بکس ساتھ نکال لاتے میں کونسا امر مانع ہو سکتا ہے؟

اس کے مرتے ہی اس کے آدمی اس پاس کی دونوں گلیوں کی ناکہ بندی کر ڈالیں گے۔
 اور اس طرح تمہارا ان کی نگاہوں میں آجانا لازمی ہوگا۔
 اس کا مطلب ہے مجھے راتقل وہیں چھوڑنی ہوگی۔؟
 گڈ۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ہلکا سا میک اپ بھی کر لو تو اچھا ہے۔
 یہ لازمی ہے نہ؟ نارمن نے کہا۔ بغیر میک اپ میں وہاں جا کر اپنی تشہیر ہی کا باعث بنوں گا۔

عقلمند ہو اسی لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔
 کام ہوتے ہی میں تم کو اس کی اطلاع کر دوں گا۔
 اس کی ضرورت نہیں ہے۔

کیوں۔؟

اس لئے کہ اب.. اس نمبر پر میری جگہ خالی ہو جائے گی۔

اوہ ہو۔

یہ ایک مصروف ترین ہوٹل ہے۔ دو لمحے بعد کاؤنٹر کلرک کو یاد بھی نہیں ہوگا کہ کسی کا فون آیا تھا۔

مگر۔۔ نارمن نے کہا۔ فون تو تم ہی نے اٹھایا تھا۔؟

زیادہ دماغ مت کھپاؤ معاوضہ لو اور عیش کرو۔ دوسری جانب سے ایک قہقہے کے ساتھ کہا گیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ نارمن نے رسیور رکھ دیا اور بوجھ سے باہر نکل آیا۔ گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو اس نے ہاتھ دے کر روکا اور بیٹھ گیا ٹیکسی ایک جھکے سے آگے بڑھ گئی تھی۔

عمران علیم الدین کے شاندار دفتر میں بیٹھا ہوا تھا اس نے فون پر علیم الدین سے رابطہ قائم کیا تھا۔ علیم کی سیکرٹری نے بتایا کہ اسے ملاقات کے لئے علیم کے دفتر جانا ہوگا جہاں وہ اس کا منتظر ہے۔ دفتر ٹاور پلازہ کے سامنے والی بلڈنگ میں تھا۔ عمران لفٹ سے آٹھویں منزل پر پہنچا جہاں علیم کا شاندار آفس تھا۔

آٹھویں منزل کا آدھا حصہ علیم کے آفس کے طور پر استعمال ہوتا تھا یہاں آٹھ کمرے تھے۔ بقیہ آدھے حصے میں مختلف فزموں کے دفاتر تھے۔ علیم نے اسے فوراً ہی بلوالیا تھا۔ وہ ایک خوبصورت اور مضبوط قوی کا تندرست و توانا آدمی تھا۔ عمر چالیس بیالیس کے لگ بھگ تھی۔ چہرے سے سخت گیرنا ظاہر ہوتی تھی اور آنکھوں کی چمک اس میں ذہانت کا پتہ دیتی تھی۔ وہ عمران کو دیکھ کر مسکرایا تھا پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔
 ”خوشی ہوئی مل کر مسٹر عمران۔“

مم... مجھے بھی۔

تشریف رکھتے۔ اس نے اپنی سیاہ ٹاپ والی میز کے گرد پٹری ہوئی کرسیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران اس طرح ایک ایک کرسی کو دیکھنے لگا۔ جیسے اس کی سمجھ ہی میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کس کرسی پر بیٹھے اور کس پر نہیں پھر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا مگر اس طرح اٹھ بیٹھا جیسے اس میں کاٹھنٹے نکل آتے ہوں یا اس سے بیٹھنے میں غلطی ہو گئی ہو۔

تشریف رکھتے نا۔ علیم الدین نے پھر کہا اس کی آنکھوں سے الجھن جھانک رہی تھی۔
تت... تشریف... لل... لانا یاد... نن... نہیں رہا۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں اٹک اٹک کر کہا۔

کیا... کیا یاد نہیں رہا؟

وہ... یانی... تت... تشریف لانا۔ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور اس طرح انگلی مروڑنے لگا جیسے کسی کنواری لڑکی سے شادی کی بات کی جاتے تو وہ شرمناک انگلی پر دوپٹہ لپیٹنے لگتی ہے۔

میرا مطلب ہے بیٹھ جائے۔ علیم الدین نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

شش شکریہ۔ عمران نے کہا اور بیٹھ گیا۔

آپ کا نام عمران ہی ہے نا علی عمران۔ علیم الدین نے پوچھا اس کے لہجے میں شک و شبہ کی جھلکیاں تھیں۔

جج... جی ہاں ماں باپ نے یہی نام رکھا تھا۔ آپ کو شک ہے کیا؟

نہیں۔ علیم الدین نے تیزی سے کہا۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے مسٹر عمران؟

علی عمران۔ عمران نے گویا تصدیق کی۔ اور ایم ایس سی پی ایچ ڈی برکیٹ میں آکسن بھی۔

وہ اتنی معصومیت سے بولا کہ علیم الدین کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی مگر وہ اسے دباتا ہوا بولا۔

”آپ کو کس نے بھیجا ہے؟“

”بھیتا کون۔۔۔“ عمران جھلا کر بولا۔ ”میں اپنی مرضی سے آیا ہوں۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ سر سلطان نے صرف فون کیا تھا۔“ عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

اب اگر میں نہ آنا چاہتا تو کون بھیج سکتا تھا؟“

”اوہ سمجھا۔“ علیم الدین نے کہا۔ ”ایک منٹ آپ تشریف رکھتے ہیں آتا ہوں۔“ پھر وہ جواب کا انتظار کتے بغیر ہی اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔ عمران کے ہونٹوں پر بڑی آسودہ سی مسکراہٹ تھی وہ سمجھ گیا کہ علیم الدین دوسرے کمرے میں فون پر سر سلطان سے اس کی بابت تصدیق کرنے گیا ہے۔

وہ خود بھی اٹھا اور اس دروازے میں در زبنا کر جھانکنے لگا جس میں علیم الدین گھسا تھا۔ وہ واقعی فون پر سر سلطان سے بات کر رہا تھا پھر شاید سر سلطان کی باتوں سے وہ مطمئن ہو گیا کیونکہ جب وہ دروازے کی جانب مڑا تو اس کا چہرہ پر سکون تھا۔ عمران جھپٹ کر اپنی جگہ اُٹھیا ایک لمحے بعد ہی دروازہ کھلا اور علیم الدین اندر داخل ہوا اب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی تھی وہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے ایک انسٹرومنٹ ٹائپ کے بکس کا ایک ٹن دبا دیا فوراً ہی کہیں گھنٹی بجنے کی آواز آئی اور ایک ہی لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک بہت خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی اس کی عمر پانچیس چوبیس سال کے لگ بھگ تھی بے حد اسل رکھتی تھی اور پہلی نظر

میں ایسا ہی لگتا تھا کہ وہ لڑکی نہیں بارش کے پانی سے دھل دھلا کر نکھرا ہوا گلاب کا دھکتا ہوا سرخ پھول ہو۔

”یہ میری سیکرٹیری نائلہ اور یہ ہیں مسٹر عمران۔“ علیم نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔
 ”بہت خوشخطی ہوئی آپ سے مل کر۔“ عمران نے کھڑے ہو کر زبردستی نائلہ کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”مم... مجھے بھی۔“ نائلہ گھبرا کر بولی تھی۔

”ہوئی نا۔“ عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔ بہرا ایک کو مجھ سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔“
 ”تم دو کافی لے آؤ۔ بلیک کریم کے ساتھ۔“ علیم الدین نے فوراً ہی نائلہ سے کہا اور وہ جان بچتی دیکھ کر پھرتی سے مکرے سے نکل گئی۔ عمران نے اندازہ لگایا کہ وہ بے حد ذہین اور پھرتیلی بھی ہے۔ وہ کرسی پر اٹھی۔

”میں نے ایک کام کی وجہ سے آپ کو تکلیف دی ہے مسٹر عمران۔“ علیم نے کہا۔

”مگر... مم... مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔“

”ذرا سنجیدہ ہو جاتیے عمران صاحب۔“ علیم الدین نے کہا۔ سر سلطان کو میں نے ابھی نو کیا تھا انھوں نے مجھے آپ کی بابت بتا دیا ہے۔“

”کک... کیا...؟ عمران نے بے ساختہ پوچھا۔

”یہی کہ آپ خواہ مخواہ خود کو احمق پوز کرتے ہیں مگر میں بے حد ذہین آدمی۔“ علیم الدین

نے کہا۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ براہ کرم سنجیدہ ہو کر میری بات سنیں کیونکہ اس میں میری زندگی کو خطرہ ہے۔“

”بب... باپ رے باپ... کیا ٹھٹھ... ٹھٹھیں ٹھویں ہوگی یہاں۔؟“ عمران نے

بنجیدگی کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ احمقانہ انداز میں کہا۔

”شاید ہونے لگے۔“ علیم الدین نے کہا۔ پلینر عمران صاحب۔“

”آہم...“ دقتاً عمران سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا۔ فرمایتے کیا مسئلہ ہے؟ لیکن علیم الدین

تو بولتا ہی بھول گیا تھا وہ حیرت سے عمران کا چہرہ دیکھ رہا تھا جس پر اب حماقت کا نام و نشان بھی نہیں تھا اور وہ اب خاصہ ذہین نظر آنے لگا تھا۔

”سر سلطان نے ٹھیکہ ہی کہا تھا۔“ علیم الدین بڑبڑایا۔

”میرے پاس وقت کم ہے مسٹر علیم الدین۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں مسٹر عمران۔“ علیم الدین چونکا۔ بات اصل یہ ہے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔“ کوئی آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے؟

”جی ہاں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی میری جان کے درپے ہے۔“

”کون اور کیوں آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے؟“

”کون ہے یہ میں نہیں جانتا البتہ قتل کی وجہ کچھ کچھ سمجھ میں آتی ہے۔“

”وہی بتائیے۔“

”میرے پاس ڈیڑھ لاکھ روپے کا سرمایہ ہے جو کہ جائیداد کاروبار بانڈز ہنڈیا اور نقد کی

شکل میں ہے میری کوئی وارث بھی نہیں ہے ممکن ہے قاتل مجھے اس لئے قتل کرنا چاہتے ہوں کہ

میری ساری دولت میرے پارٹنر کو مل جائے۔“

”گویا پارٹنر بھی ہے کوئی؟“

”ہاں مسٹر لطیف میرے پارٹنر ہیں ہم دونوں بچپن کے دوست ہیں ساتھ ہی پلے بڑھے

کاروبار کیا یہاں تک کہ عیاشیاں بھی ساتھ ہی لیں یہ اس لئے تیار ہا ہوں کہ آپ واقعات کو

سمجھ سکیں۔

”ٹھیک ہے آپ کہتے رہتے۔“ عمران نے کہا۔

”کاروبار میں کبھی ہم پارٹنر ہیں محنت میں بھی اور دولت میں بھی۔“

”گویا لطیف پر اس سلسلے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔؟“

”یہ میں نہیں کہتا۔“ علیم نے کہا۔ ”پچھلے چھ ماہ سے ہم دونوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔“

اور ہم ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔“

”گویا اب وہ آپ کے دشمنوں میں شمار ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔ بہر حال آپ اختلاف

کی وجہ بتائیں۔؟

”اختلاف ایک لڑکی پر ہوا تھا۔“

”لڑکی پر۔؟“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”جی ہاں ایک لڑکی پر۔ میں بھی اسے رکھنا چاہتا تھا اور لطیف بھی اکابر پر ہم دونوں میں

اختلاف پیدا ہو گیا اور بات یہاں تک بڑھی کہ لطیف نے علیم کی کالمطالبہ کر دیا آج کل ہمارے

قانونی مشیر اور مالی مشیر علیم کی کالے کاغذات تیار کر رہے ہیں۔“

”پھر آپ کی جان کو کیا خطرہ ہے۔؟“

”وہی بتا رہا ہوں۔“ علیم نے کہا۔ ”ایک ماہ سے مجھے روزانہ فون پر قتل کر دینے کی دھمکی

مل رہی ہے اور یہ دھمکی آئینہ فون دن میں دوبارہ آتا ہے۔“

”دھمکی دینے والا یقیناً کوئی مرد ہوگا۔؟“

”آواز مردانی ہی لگتی ہے مگر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بولنے والا اکاؤنٹنٹ یا

بنا کر بول رہا ہو۔“

آپ پر اس دوران کوئی حملہ تو نہیں ہوا۔؟
 نہیں مگر وہ بھی کو اس حد تک عملی جامہ پہنایا گیا ہے کہ اگر مجھے خود ہی بتانا دیتا تو میں

مرچکا ہوتا۔»

»کیا مطلب۔؟ عمران نے چونکا تھا۔

»دو دفعہ کھانے میں نہ ہر ملا ہوا تھا۔« علیم الدین نے بتایا۔ ایک دفعہ کافی میں زیر تھا
 پھر ایک دفعہ جب میں اپنی دوا کے کیپسول کھانے والا تھا تو اس کا فون موصول ہوا کہ ان میں
 بھی نہ ہر ہے۔»

»کیا واقعی یہ باتیں ٹھیک تھیں۔؟

»جی ہاں میں نے دونوں دفعہ کھانے کو بی کے آگے ڈالا تھا اور وہ مگر تھی کافی میں نے
 شیشے پر گرا دی تھی اور اس پر بیٹھنے والی مکھیاں چشم زدن میں مردہ ہو گئی تھیں کیپسول البتہ میں
 نے چیک نہیں کئے تھے اور ان کو پھینک دیا تھا۔«

»اس کا مطلب تو یہ ہوا مسٹر علیم کہ وہ آپ کو مارنا نہیں چاہتا۔« عمران نے کہا۔ ورنہ
 وہ آپ کو آگاہ کیوں کرتا۔؟

»یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

»نہیں آتی تھی۔ کیا مطلب۔؟

»جی ہاں اب میں جہاں تک سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر میں مار دیا جاتا تو ان کا غذات
 پر دستخطہ جاتے ہیں جو پارٹمنٹ شپ سے علیحدگی کے تیار ہو رہے ہیں۔«

»یہ کوئی بات نہیں ہے۔« عمران نے کہا۔ میں تو اس کا فائدہ تھا آپ کی موت کے
 بعد سارا کام اور دولت اس کی جانب منتقل ہو جاتی کیونکہ آپ کا کوئی وارث نہیں ہے اور

وہ آپ کا قانونی پارٹنر ہے اور آپ کی ہر چیز کا مالک بننا اس کا قانونی حق۔
 بس تو اب تک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ پہلے مجھے کیوں نہیں مارنا چاہتا تھا اور اب
 کیوں قتل کرنا چاہتا ہے۔

کوئی نئی بات ہوتی ہے۔؟

جی ہاں۔ علیم الدین نے بتایا۔ میں نے ہر چیز کے سلسلے میں احتیاط برتنی شروع کر دی ہے کھانا
 میں اچانک کسی ہوٹل میں جا کر کھاتا ہوں پانی تک یہاں نہیں پیتا اور اپنی حفاظت کی خاطر اپنے سے
 ملنے والوں کے لئے بھی پابندیاں لگا دی ہیں اب سب سے پہلے میری سیکرٹری سے ملنا پڑتا ہے اور
 وہ آئیڈنٹی کارڈ سے اس کا نام پتہ نوٹ کرنے کے بعد جب مطمئن ہو جاتی ہے تو اسے میرے پاس
 بھیج دیتی ہوں۔

آئیڈنٹی کارڈ جعلی بھی ہو سکتا ہے۔

جی ہاں اسی امکان کے پیش نظر میں نے ایک آدمی اپنے کمرے میں رکھا ہوا ہے وہ ہر
 لمحے مجھ پر نظر رکھتا ہے اور اگر آنے والا کوئی حرکت کرے تو اس کے ریوایور کا نشانہ بن جائیگا۔
 آدمی کہاں ہے مجھے تو نظر نہیں آیا۔؟

نظر آجاتے تو بات ہی کیلئے ہے۔ علیم الدین نے کہا۔ آپ دائیں جانب اوپر کی جانب دیکھتے
 بظاہر ایئر کنڈیشنر نظر آنے والا کیس جو ہے اسی میں وہ آدمی موجود ہے۔ عمران نے نظر گھا کر دیکھا
 وہ کیس واقعی اتنا بڑا تھا کہ اس میں ایک آدمی آرام سے بیٹھ کر کمرے کی نگرانی کر سکتا تھا۔ اور کمرے میں
 آنے والے کو اس کا احساس بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

آپ کوئی نئی بات بتا رہے تھے۔ عمران نے علیم کی طرف مڑ کر کہا۔

جی ہاں۔ اب تین دن سے اس کا فون آرہا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر وہ میری زندگی

کا چراغ گل کر دیگا۔“ علیم الدین نے بتایا۔

عمران نے سر ہلایا چند لمحے سوچا رہا پھر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ناگذاں در داخل ہوئی اور اس نے شرے ایک جانب میز پر رکھی اور کافی بنا کر ان دونوں کے آگے رکھ دی پھر آگے بڑھ کر سسٹرک کی جانب والی کھڑکی کھولی اور شرے لیکر واپس چلی گئی۔

”یہ لڑکی کون ہے۔؟“

”میری سیکرٹیری ہے آپ کو تباہ کیا ہوں۔“

”میرے مطلب اس کے کیرئیر سے ہے۔“

”بہت نیک ایماندار اور شریف اسی لیتے ہیں نے اسے سیکرٹیری بنایا ہے۔“

”آپ کو یقین ہے کہ یہ دشمنوں سے ملی ہوئی نہیں ہے۔؟“

”تاہم کے بارے میں میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔“ علیم الدین نے کہا۔ مگر آپ نے یہ بات

کیوں کہی۔؟

”اس لئے کہ آپ نے جو کچھ بتایا ہے وہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے دشمن آپ کے دفتر ہی کا کوئی

آدمی ہے یا دفتر کا کوئی آدمی ان سے ملا ہوا ہے۔“

”یہ خیال آپ کو کیوں آیا۔؟“

”اس وجہ سے کہ آپ کے کھانے کافی اور دوا میں زہر دہی شخص ملا سکتا ہے جس کی ان چیزوں تک

پہنچ ہو اور ایسا آدمی دفتر سے متعلق ہی ہو سکتا ہے۔“

”بات دل کو لگتی ہے سسٹر عمران۔“ علیم الدین نے کہا۔ لہذا اب تم میرے دشمن کو تلاش کر نیچے

لئے میرے دفتر کے آدمیوں کو ٹھوڑو۔“

”اس کے لئے آپ کو پولیس سے رجوع کرنا چاہیے۔“

”میں ایسا بھی کر سکتا ہوں۔“ علیم الدین نے کہا۔ مگر میں اس معاملے میں پولیس کو درمیان میں

نہیں لانا چاہتا۔“

”آخر کیوں؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں صرف یہ چاہتا ہوں مسٹر عمران کہ آپ اس آدمی کا سراغ لگائیں جو مجھے دہمکیاں دے

رہا ہے۔“ علیم الدین نے عمران کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ اور اسے میرے حوالے کر دیں۔

اسکے بعد آپ کا کام ختم ہو جائے گا۔“

”اس کے لئے آپ کو پولیس سے ہی رجوع کرنا ہوگا۔“

میں نے سر سلطان کو یونہی فون نہیں کیا تھا۔“ علیم الدین نے کہا۔ میری کچھ مجبوریات ہیں اس

لئے میں چاہتا ہوں کہ تم دشمن کا سراغ لگاؤ ہو سکتا ہے دشمن کا پتہ چلنے کے بعد میں کہیں کو متقانی

پولیس کے سپرد کر دوں۔“

”ہو نہ ہو۔“ عمران نے سر ہلایا چند لمحے سوچا رہا پھر بولا۔ وہ لڑکی کون تھی جس پر تم

دونوں کا آپس میں جھگڑا ہوا تھا؟

”صرف اختلاف۔“ علیم الدین نے کہا۔ اس کا نام شازیہ ہے اور وہ ڈیفنس سوسائٹی میں

کام کرنے والی ایک بیوہ کی بیٹی ہے۔“

”وہ یہی کہاں ہے؟“

”اس کا علم مجھے آج تک نہیں ہو سکا۔“

”حیرت کی بات ہے مسٹر علیم۔“ عمران نے کہا۔ جس لڑکی کے لئے آپ دونوں اس حد تک

بخیلہ ہیں کہ کاروبار سے شراکت تک ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اس کا پتہ تک آپ کے علم میں نہیں

ہے یقین نہیں آتا۔“

اس لڑکی کا کہنا یہ تھا کہ وہ اس وقت تک اپنی ماں سے ہمیں نہیں ملواتے گی جب تک وہ ہم دونوں میں سے کسی ایک سے شادی نہیں کر لیتی۔

”گویا وہ یہ فیصلہ نہیں کر پاتی تھی کہ کس سے شادی کرے اور کس کو دھکے دے؟“
 ”فیصلہ اس نے کر لیا ہے۔“ علیم نے کہا۔ وہ اس ماہ کی بیس تاریخ کو مجھ سے شادی کر رہی

ہے۔“

گویا اس نے آپ کو چن لیا ہے۔ مگر یہ فیصلہ کب ہوا ہے؟

ایک ہفتے قبل جب اس نے یہ سنا کہ کوئی مجھے دھمکیاں دے رہا ہے تو اس کا خیال فوراً ہی لطیف کی طرف گیا تھا اس کا کہنا ہے کہ وہ ہی مجھے دھمکیاں دے رہا ہے یا دلوار ہا ہے اور وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ ایک غلط آدمی سے رابطہ رکھے۔

بہر حال۔۔۔ عمران نے کہا۔ میں وعدہ نہیں کرتا کوشش کروں گا کہ آپ کے دشمن کو تلاش کر سکوں ویسے آپ جب تک یہاں موجود ہیں۔۔۔۔۔

پلینر عمران صاحب آپ وعدہ کریں۔۔۔ علیم الدین نے کریم سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا پھر وہ شاید کچھ اور بھی کہتا مگر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اس کے جسم نے جھکا کھایا تھا وہ لہر کر مڑا اسی لمحے اس کے جسم کو دوسرا جھکا لگا اور وہ قالمین پر گر پڑا اس کی پیشانی سے خون کی دھار پھوٹ نکلی تھی۔

سینا ہلکا سیٹھ

وہ ایک پچاس سالہ آدمی تھا مگر اچھی صحت اور چہرے کی سرخ سفید رنگت اسے پینتیس چالیس سے زیادہ کا ظاہر نہیں کر رہی تھی اس کے ہاتھ میں موٹا سا غیر ملکی خوشبودار سگار تھا اور وہ بے چینی سے اپنے خوبصورت ڈرائیونگ روم میں ٹہل رہا تھا۔

ماٹھے پر گہری سلوٹیں پھری ہوئی تھیں اس کی نگاہ بار بار فون کی جانب اٹھ رہی تھی اندازاً ایسا ہی تھا جیسے اسے کسی خاص کال کی توقع ہو۔

سگار آہستہ آہستہ چھوٹا ہوتا جا رہا تھا اور اس کی راکھ قالین پر بکھر رہی تھی جب وہ ذرا سا رہ گیا تو اس نے سگار کو ایش ٹرے میں ڈالا اور خود کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا یہاں ایک میز پر کئی قسم کی شرابیں رکھی ہوئی تھیں اس نے ایک بوتل اٹھا کر گلاس میں برف ڈالی اور دونوں چیزیں لیکر صوفوں کی طرف چلا آیا۔

پھر اس نے گلاس میں شراب انڈیلی اور بوتل سیاہ ٹاپ والی میز پر رکھی اور گلاس سے

چسکیاں لینے لگا۔

اس کا ذہن گہری سوچ میں تھا اور ماتھے پر پٹری ہوئی لکیریں تفکر کی نشاندہی کر رہی تھیں۔
دفعۃً فون کی گھنٹی بول پڑی اور اس نے چونک کر فون کی جانب دیکھا پھر ہاتھ بٹھا کر ریسپور اٹھایا۔
”ہیلو کون بول رہا ہے۔“ اس نے ریسپور کان سے لگا کر کہا۔

”مورگن بول رہا ہوں باس۔“ دوسری جانب سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہاں کیا رہا۔؟“

”منصوبہ کامیاب رہا باس۔“

”ویری گڈ بوائے۔“ اس کے منہ سے نکلا تھا۔

”جب وہ کام ختم کر چکا تو میں نے اسے شکار کر لیا تھا باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا

اور وہ چونک پڑا۔

”کیا تم نے اسے اسی جگہ سے شکار کیا ہے۔؟“

”یس باس۔“

”احمق یہ کیا کیا تم نے۔؟ وہ غرا کر بولا۔

”باس ایسا موقع نہیں تھا کہ میں یہاں سے ہل سکتا۔“

”اسی جگہ سے نشانہ بنا کر تم نے سارا منصوبہ چوڑ کر دیا ہے۔“

”بہت مجبوری تھی باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔

”کیا مجبوری تھی۔؟ اس نے پوچھا۔ جو تم پانچ منٹ کے لئے وہاں سے ہٹ نہیں سکتے

تھے اور احمقانہ حرکت کر ڈالی۔“

”ایک خطرناک آدمی سے سابقہ پڑ گیا ہے باس۔“

کون ہے وہ۔؟ وہ غرا کر بولا۔ دوسری جانب سے خطرناک آدمی کی بابت بتایا گیا اور وہ بری طرح چونک پڑا اس کے ماتھے پر پھیلی ہوئی شکنوں میں اضافہ ہو گیا۔

کیا تم کو یقین ہے کہ وہ وہی ہے۔؟

یس باس میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس کے

علاوہ میں نے ان کی گفتگو کا کچھ حصہ بھی سنا ہے۔

گویا اس نے پولیس سے مدد لینے کی کوشش کی تھی۔؟

نوباہ اس نے تو اس خطرناک آدمی کو کسی اور وجہ سے بلایا تھا۔ دوسری جانب سے کہا

گیا۔ ورنہ وہ اور ہم ایک ہی کشتی کے مسافر ہیں اگر ہم ڈوبتے تو اس کے کتے ہوتے سوراخ سے اس کی کشتی بھی ڈوب جاتی۔

بہت احتیاط کی ضرورت ہے مورگن۔ اس نے کہا۔ ایک حماقت تم سے ہو چکی ہے

اب اس کا عادہ نہیں ہونا چاہیے۔

جو حکم باس۔

بالکل غیر متعلق ہو جاؤ مگر ہر چیز پر نظر رکھو۔

ایسا ہی ہو گا باس۔

وہ کہاں ہے۔؟

اس کا مجھے علم نہیں باس۔

کیوں۔؟ کیا وہ وہاں نہیں ہے۔؟

میں کام ہوتے ہی نیچے بوتھ سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔

مورگن تم اتنے احمق ہو مجھے معلوم نہیں تھا۔

کیوں باس۔؟

اگر پولیس پہنچ چکی ہوگی تو تم کیا مشکوک نہیں ہو جاؤ گے۔؟

تو باس پولیس ابھی نہیں پہنچی۔۔

اور وہ خطرناک آدمی۔؟ کیا وہ مکھیلا مار رہا ہے۔؟

تو باس وہ ابھی اسی کے کمرے میں ہے۔۔

احتمق واپس جاؤ اور دونوں پر نظر رکھو

او کے باس۔۔ دوسری جانب سے کہا گیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ اس نے کریڈل دبا کر

رابطہ منقطع کیا اور اسی ہاتھ سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

لیس باس۔۔ ایک کرخت آواز ریسپور پر سنائی دی۔

دیکھو ہوشیار ہو جاؤ پولیس یہاں پہنچنے والی ہے۔۔

وہ کیوں باس۔؟

تمام انتظامات کر ڈالو میں نہیں چاہتا کہ تحقیقاتی آفیسر کو کوئی مشکوک چیز نظر آئے۔

اس نے دیکھ کر طرف سے کتے جانے والے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے حکمانہ لہجے میں کہا۔

صرف دس منٹ میں سب کچھ ہو جاتے گا باس۔۔

جوزف، شیر اور ڈیگر کو بھی ہٹا دو۔۔

انڈر گراؤنڈ کر دوں باس۔؟

نہیں عمارت سے ہی ہٹا دو ہو سکتا ہے پولیس تنہا خانہ دیکھنا چاہے ایسی صورت

میں ہمارے لئے مصیبت ہو جاتے گی۔۔

لیس باس میں ابھی سب ٹھیک کتے لیتا ہوں۔۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

”فوراً مجھے رپورٹ دینا۔“

”بہتر باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ کیا یہ اسی سلسلے کی کٹری ہے باس جس پر آپ نے رات کو گفتگو کی تھی۔؟

”ہاں اور وہ کام ہو گیا ہے۔“

”بہت خوب باس اب ہمیں چاہیے کہ لڑکی کو کبھی ٹھکانے لگادیں۔“

”ابھی نہیں فوری طور پر دوسرا قتل نقصان دہ ثابت ہوگا۔“

”وہ کیوں باس۔؟“

”پولیس دو اور دو چار کرنے میں دیر نہیں کریگی۔“

”گویا وہ سابقہ تعلق سے ہمیں ملوث کر لے گی۔؟“

”ہاں اگر ہم نے لڑکی کو ٹھکانے لگایا تو وہ یہی کریگی اور پھر ہم انچی ریت ثابت نہیں کر سکیں

گے۔“

”بہتر باس آپ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔“

”اوکے۔“ اس نے کہا۔ ”ہاں سنو اگر وہ آئے تو پہلے مجھے مطلع کر دینا۔“

”میں ابھی ہدایت کتے دیتا ہوں باس۔“

”میں انتظامات کے سلسلے میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔“ اس نے کہا اور ریسپور

ر کھ دیا ٹھیک اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تھی اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا پھر

میزر کی دراز کھول کر اس نے دراز میں رکھی ہوئی عجیب و غریب مشین کا ایک ٹین دبا دیا غوراً ہی

مشین کے چار مربع انچ کے سکریں پر ایک لڑکی کی تصویر ابھر آئی اس کا چہرہ اور سینے تک جسم

اس نمٹنے سے سکریں پر نظر آرہا تھا۔ اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور ایک دوسرا ٹین دبا دیا

فوراً ہی دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا
 اس کا پٹ دیوار کے اندر جا کر غائب ہو گیا تھا اب اس کے سامنے سکرین پر نظر آنے والی
 لڑکی کھڑی تھی وہ اندر آگئی اس کے ساتھ ہی دروازہ پھر بند ہو گیا۔
 ”تم اور یہاں۔؟ اس نے لڑکی سے سوال کیا۔
 ”کیوں۔؟ لڑکی نے اس کے سامنے سو فے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہیں حیرت
 کیوں ہو رہی ہے۔؟
 ”حیرت نہیں ہے۔۔ اس نے کہا۔ بلکہ مجھے اتنے جلد تمہارے آنے کی توقع نہیں تھی میں
 سمجھ رہا تھا تم رات گتے تک آؤ گی۔۔“
 ”اس کی وجہ۔؟“
 ”تھانے پولیس کا چکر۔۔“
 ”اوہ تو گویا اطلاع تم تک پہنچ گئی۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر لمبا مرنٹ
 اور کوٹ تھا اور پیروں میں فل بوٹ تھے۔
 ”ہاں مورگن نے مجھے ابھی مطلع کیا ہے۔“
 ”وہ بھی بہت اچھا نشانہ چھی ہے۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے تعریف کی۔ اسے بھی دوسرے
 فاسٹر کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔
 ”مگر وہ احمق تھا۔“
 ”کیوں۔؟ اس سے کیا غلطی ہوئی۔“
 ”اس نے منصوبے کی خلاف ورزی کی ہے۔“
 ”اوہ سمجھی۔“ لڑکی نے کہا۔ تم اس لئے بار فروخت ہو کر مورگن نے وہیں سے اسے

شکار کیوں کیا۔؟

„ہاں اسے منصوبے کے مطابق گلی کے سرے پر اس کا انتظار کرنا چاہیے تھا اور جب وہ کار میں بیٹھ جاتا تب وہ اسے وہاں سے دور لے جا کر شکار کرتا تا کہ پولیس دونوں میں تعلق تلاش نہ کر پاتی۔“

„اس طرح مورگن پھنس جاتا۔“

۔ وہ کیسے۔؟

۔ وہاں سے غیر حاضری اسے لے ڈوتی۔“

„مگر اس کی مدد کے لئے تم جو موجود تھیں۔؟“

۔ وہ خطرناک آدمی وہاں نہ آ جاتا تو یقیناً میں پوری طرح منصوبے پر عمل کرتی اور مورگن

بھی مگر اس کی وجہ سے تبدیلی کرنا پڑی۔“

۔ یہ مصیبت کس طرح وہاں پہنچی۔؟

۔ پتہ نہیں۔“ لڑکی نے کہا۔ اگر مجھے علم ہوتا تو یہ وگرام یا تو ملتوی کر دیتے یا پھر اس کے

آنے سے پہلے عمل کر ڈالتے۔“

۔ اب ہمیں بہت سوچ سمجھ کر چلنا پڑے گا۔“

۔ یہ ضروری ہے ڈارلنگ۔“

۔ میں نے ہدایت کر دی ہے کہ یہاں سے ساری مشکوک چیزیں ہٹا دی جائیں۔“

۔ وہ کیوں۔؟

۔ اس لئے کہ تحقیقاتی آفیسر یہاں ضرور آئیں گے۔“

۔ یقیناً۔“ لڑکی نے کہا۔ اس احمق نے تمہارے بارے میں ضرور بتایا ہوگا اور وہ

خطرناک آدمی ایک ایک نکتے پر نگاہ رکھتا ہے۔

تم بھی اب اس طرف کا رخ نہیں کرنا۔

یہ تو ضروری ہے۔ لڑکی نے کہا۔ ورنہ ہم سب مارے جاتیں گے۔

ہمیں کم از کم چھ ماہ انتظار کرنا ہوگا۔

چھ ماہ نہیں ایک سال۔ لڑکی نے کہا۔ ہاں تم نے کاغذات مکمل کر لیتے؟

ہاں مکمل ہو گئے ہیں دیکھ لو۔ اس نے دراز میں سے ایک فائل نکال کر لڑکی کی جانب

بٹھاتے ہوئے کہا۔

ویری گڈ۔ لڑکی نے کاغذات کا مطالعہ کرنے بعد کہا۔ مگر تم نے اس پر ابھی تک دستخط

نہیں کئے۔ کیوں؟

دستخط ابھی ہو جاتے ہیں۔ اس نے کہا۔ لاؤ فائل مجھے دو۔ لڑکی نے فائل اس کی

جانب کھسکا دی اور پس کھول کر سگریٹ کیس نکال کر اس میں سے ایک سگریٹ نکال کر سلگائی

اور دھیرے دھیرے کش لیتے ہوئے اسے دستخط کرتا دیکھنے لگی اس کے ہونٹوں میں وہی سگریٹ

ایک معروف برانڈ کی ہنسکی سگریٹ تھی اور اب اس کے ہونٹوں میں دبے ہوئے سرسریپ اسٹک

کے داغ لگ گئے تھے۔

اب یہ فائل مکمل ہو گئی ہے۔ اس نے دستخط کرنے کے بعد قلم جیب میں لگاتے ہوئے

کہا۔ لڑکی کی آنکھوں میں بڑی تیز چمک تھی۔

لاؤ اب یہ مجھے دیدو۔ اس نے ہاتھ بٹھایا۔

نہیں۔ یہ ابھی تمہیں نہیں مل سکتی۔

وہ کیوں ڈار لنگ۔ لڑکی نے بڑے پیار سے پوچھا تھا۔

”اس لئے کہ یہ بات ہم میں طے نہیں ہوئی تھی۔“

”کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔؟ اس نے بڑے انداز سے اٹھلا کر کہا۔

”اعتماد ہے مگر میں ہر کام اصول کے مطابق کرنا چاہتا ہوں یہ نہیں چاہتا کہ ذرا سی بے احتیاطی بنائیا کام بگاڑ دے۔“

”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی ڈار لنک۔ لڑکی نے مرد کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر سہلاتے ہوئے بڑے سحر انگیز انداز میں کہا سگریٹ اس نے ایشی ٹرسے میں ڈال دی تھی۔
 ”قرض کرو تم شبہ کی زد میں آجاتی ہو اور یہ کاغذات تمہارے پاس سے برآمد ہو جاتے ہیں پھر؟ کیا میں بھی تمہارے ساتھ نہیں ڈوب جاؤں گا۔“
 ”ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔“

”سب کچھ ممکن ہے۔ اس نے کہا۔ جس خطرناک آدمی سے سابقہ پڑ گیا ہے اسے تم پوری طرح سے نہیں جانتیں۔“

”گویا اگر میں شبہ کی زد میں آگئی تو تم مجھے تنہا چھوڑ دو گے۔؟
 ”نہیں تم میری زندگی ہو ڈار لنک میں تمہیں کسی حالی میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا خواہ کچھ بھی ہو جائے۔“

”پھر؟ یہ بے اعتبار کیوں ہے۔؟

”بے اعتباری نہیں احتیاط کہو۔“

”میں سمجھ گئی ڈار لنک۔ لڑکی نے کہا۔ تم کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا لمحہ

آیا کہ میں پھنس گئی تو تم میرے وجود سے بھی فکر مند ہو جاؤ گے۔“

”میں اپنی جان بچاتے ہوئے تمہارے لئے ہر ممکن کام کروں گا۔ اس نے کہا۔ البتہ وہ مجبوراً

ہوگی جب میری گھر دن پھنسنے لگے۔

اگر میں خود ہی تمہارے خلاف بیان دوں پھر؟
اس سے کچھ نہیں ہوگا میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے اور ثبوت کے بغیر کوئی قانون کسی
کو سزا نہیں دے سکتا۔

اچھا چھوڑو اسے۔ لڑکی نے کہا۔ اب تک کی کارروائی سے تم مطمئن ہو۔؟
ہاں سوائے مورگن کے اقدام کے۔

کیا وجہ بتانے کے باوجود تمہارے غلط سمجھ رہے ہو۔؟
ہاں اگر وہ وہاں سے ہٹ نہیں سکتا تھا تو تمہیں چاہیے تھا کہ منصوبے میں صرف اتنی
تبدیلیاں کرتیں کہ اسے جانے دیتیں۔

تاکہ وہ ہمیں بلیک میل کرتا رہتا۔؟
نہیں بلکہ اسے ہم اس کے ٹھکانے پر بھی ختم کر سکتے تھے۔
تم شاید بھول رہے ہو ڈارلنگ۔ لڑکی نے کہا۔ کہ اس کے اپنے آدمی بھی اس عمارت میں
موجود ہیں اور سمت کا اندازہ ہوتے ہی پانچ منٹ کے اندر اندر انھوں نے گلی کے دونوں سرے
بلاک کر دیتے تھے ایسی صورت میں بھلا وہ بے چارہ کیسے فرار ہو سکتا تھا۔
کیا مطلب۔؟ وہ چونکا تھا۔ تم نے تو بتایا تھا کہ اس کے آدمیوں کو کسی بھی صورت میں

سمت کا اندازہ نہیں ہو سکے گا۔؟
بے شک اگر میں یہ نہ کہتی تو تم کبھی بھی اس منصوبے میں شامل نہ ہوتے۔
کیا کہنا چاہتی ہو۔؟ وہ غرایا تھا۔
یہی کہ اس کا اسی جگہ شکار ہونا کبھی میرے منصوبے کا ایک حصہ تھا۔

بگویا مورگن نے مجھ سے غداری کی ہے۔؟ وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔
 مورگن نے تم سے کوئی غداری نہیں کی ٹارنگ۔، لڑکی نے کہا۔ بلکہ اس نے اپنی بیوی کے
 کہنے پر عمل کیا ہے۔،

۔ بیوی۔؟ وہ بری طرح چوڑکا تھا۔ مگر وہ تو کنوارا ہے۔؟
 ۔ کبھی تھا۔، لڑکی نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔ اس کے رانوں پر رکھے ہوئے ہاتھ نے
 پیرس سے ریوا اور نکال لیا تھا اور وہ ٹرنگ پر انگلی رکھے ہوئے تھی جبکہ ریوا اور کا سیفٹی کیچ پہلے
 ہی ہٹا ہوا تھا۔

۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم نے اس سے شادی کر لی تھی۔؟
 ۔ ہاں ایک سال قبل میں نے اس سے شادی کر لی تھی۔،
 ۔ اور تو یہ بات ہے۔، اس نے قہر آلود انداز میں لڑکی کو گھورتے ہوئے کہا اور وہ بے غیرت
 مورگن دولت کے لالچ میں تمہیں میری اسخوش میں مچلتے دیکھا رہا۔؟
 ۔ یہ تو داؤ تھا ڈارلنگ۔ ایک بازی تھی جو ہم نے جیت لیا ہے۔،
 ۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ یہاں سے زندہ واپس چلی جاؤ گی۔،
 ۔ کیوں۔؟ میرے واپس جانے میں کیا رکاوٹ ہے۔؟
 ۔ میں تمہیں گولی مار کر گٹر میں پھینک دوں گا۔ وہ خونخوار لہجے میں بولا۔ اس کے ہاتھ میں
 اب ایک سیاہ نال کا سفید پاشی شدہ دستے کا ریوا اور نظر آ رہا تھا ریوا اور کی سائیلنسنگ نال
 کا رخ لڑکی کی سینے کی جانب تھا۔

۔ مجھے امید ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔، لڑکی کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔
 البتہ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوا اور کا رخ میز کے نیچے سے مرد کے پیٹ کی جانب

ہو گیا تھا۔

سب کچھ جاننے کے باوجود اگر میں تم کو زندہ جانے دوں تو مجھ سے بڑا حقدار سے زمین

پر دو سر نہیں ہوگا۔

پوری بات سنو ڈارلنگ۔ اس نے کہا۔ ہم مورگن کو بھی ٹھکانے لگا دیں گے اور ایک

سال بعد شادی کر ڈالیں گے۔

اب تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتیں مائی ڈیئر ڈارلنگ۔ وہ خوشخوار لہجے میں بولا۔ میں

تمہاری ساری اسکیم سمجھ گیا ہوں۔

کیا سمجھ گئے ہو۔؟

یہی کہ تم لوگ مجھے پھنسا کر خود صاف نکل جانا چاہتے ہو۔

نہیں ڈارلنگ تم غلط سمجھے۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔ ہم تمہیں پھنسانا نہیں بلکہ

آزاد کرنا چاہتے ہیں زندگی کی قید سے آزاد۔

کیا۔ تم مجھے مارنا چاہتی ہو۔ مرد نے غرا کر کہا پھر اس نے ریو اور کو حرکت دی ہی تھی

کہ لڑکی کے اس ہاتھ کی انگلی نے سٹریٹنگر پر حرکت کی جس میں ریو اور دبا ہوا تھاسٹ کی آواز کے

ساتھ ہی مرد کا ہاتھ بے اختیار پیٹ پر پہنچ گیا لڑکی نے بڑی تیزی سے ہاتھ اوپر اٹھایا اور دوسرے

قاتل اس نے مرد کے چہرے پر کیا۔

گوئی آنکھ میں لگی اور گدی سے باہر نکل گئی خون کا سرخ دھبہ نمودار ہوتے ہی لڑکی

نہ صرف خود اچھل کر پیچھے ہٹ گئی تھی بلکہ اس نے وہ قاتل بھی مینر پر سے اٹھالی تھی جس کے کاغذات

پر مقتول نے ابھی ابھی دستخط کئے تھے لڑکی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

مرد مینر پر اتر دھچکا تھا اور اس کا جسم بے حس و حرکت تھا لڑکی نے گھوم کر اس

کے پاس جا کر میز کی دراز کھولی اور اس میں رکھی ہوئی مشین کا ایک ٹین دیا دیا فوراً ہی دروازہ کھلا تھا اس نے ایک اور ٹین دیا دیا اور دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

باہر نکل کر اس نے دروازہ کھینچ کر بند کیا کیونکہ اس کا آٹومیٹک سسٹم وہ بند کر آئی تھی قائل اس نے اپنے یس میں موڑ توڑ کر رکھی اور آگے بڑھنے لگی۔

ایس قریشی

کے یہ ناول بہت جلد پیش کرتے جا رہے ہیں

سیکریٹ سروس

عمران سیرین

ریڈیو سیرین (خاص نمبر)

برماروڈ

بلیک کوئن

پرمود کے سس پنس ایکشن ہنگاموں اور
کشت و خون سے بھرپور ناول

میجک آئی

فوریسٹ کرائی

سائیکو

عمران کے وہ ناول جن کی یاد آپ کے ذہنوں
میں عرصے تک چھائی رہے گی

علیم الدین کے جسم کو جیسے ہی پہلا جھٹکا لگا تھا عمران کی نگاہ بے ساختہ کھڑکی کی طرف چلی گئی تھی۔ پھر وہ پھرتی سے کھڑکی کی زد سے ہٹا تھا اور اسی لمحے دوسرا جھٹکا کھا کر علیم الدین گر پڑا تھا۔ عمران نے اندازہ کر لیا تھا کہ فائبر سامنے والی عمارت سے ہوا ہے اس لئے دوسرے ... فائبر کا شعلہ اسی عمارت کی چھت سے لپکتے دیکھا تھا۔ فوراً ہی بکس میں کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آدمی اس میں سے نکل کر سامنے آگیا۔

”کھڑکی سے ہٹ جاؤ۔“ عمران نے جلدی سے کہا اور بکس سے برآمد ہونے والا کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر اس کی پشت پر آگیا۔

”کیا گولی سامنے سے چلائی گئی ہے۔“ اس نے عمران سے پوچھا تھا۔

”میں نے سامنے والی عمارت کی چھت پر شعلہ چکرتے دیکھا تھا۔“ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے

وہ فائبر ہی کا شعلہ رہا ہوگا۔

”ہو نہ ابھی دیکھتا ہوں۔“ اس آدمی نے کہا اور میز کی طرف بڑھ گیا وہ کھڑکی کی زد سے ہٹے رہ کر فون اٹھا کر دیوار کے پاس لے گیا اور وہاں میز پر رکھ کر نمبر ڈائل کرنے لگا اس نے صرف ایک ہی نمبر گھمایا تھا۔

ہاں میں جاؤں بول رہا ہوں باس کو کھڑکی کے سامنے والی عمارت سے کسی نے گولی مار دی ہے فوراً گھبرا ڈال دو۔“

کتنی دیر ہوئی ہے۔“ انٹرمنٹ کے ایک خانے سے آواز نکلی۔
 ”شاید دو منٹ ہوتے ہوں گے۔“ جاز نے کہا۔ فائل اس عمارت کی عقیسی سیڑھیوں سے
 فائر ہو رہا ہوگا۔“

فاتر سکیپ سے۔ ٹھیک ہے۔“ دوسری جانب سے کہا گیا اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا
 عمران بھی کھڑکی کے پاس سے ہٹ آیا تھا اس نے علیم الدین کو دیکھا وہ ختم ہو چکا تھا اور اس کے گرد
 خون کا ایک تالاب سا بن گیا تھا۔

”اب کیا کرنا ہے جناب عمران صاحب۔؟“

”مم... میں... کک... کیا بتاؤں۔“ عمران ہکلا یا اس کے چہرے پر ایک بار پھر حماقت
 کے تاثرات عود کر آتے تھے۔

”میں نے آپ کی اور باس کی پوری گفتگو سنی ہے جناب۔“ جاز نے کہا۔ اس لئے میں یہ
 سمجھتا ہوں کہ آپ ان کے ہمدرد ہی ہیں اور اس سلسلے میں جو مشورہ دیں گے وہ صحیح ہوگا۔“
 ”یہ بتاؤ کیا تم یا تمہارے علاوہ کوئی اور شانہ یہ کا پتہ جانتا ہے۔؟“

”جی نہیں۔“ جاز نے کہا۔

”اس کا حلیہ بتا سکتے ہو یا اس کی کوئی تصویر ہو۔؟“

جی نہیں تصویر یا حلیہ بھی نہیں مل سکے گا عمران صاحب۔» جاز نے کہا۔ اس لئے نہیں کہ ہم لوگ جانتے نہیں بلکہ اس لئے کہ ہم لوگوں میں سے کسی نے بھی آج تک باس کے ساتھ شادیہ نام کی لڑکی نہیں دیکھی۔»

کیا یہ فرضی نام ہے؟

جی نہیں اس کی حقیقت ہے کیونکہ کبھی کبھی اس کے فون آتے رہے ہیں لیکن باس اس کے معاملے میں اس قدر محتاط تھے کہ کسی کو بھی اس سے نہیں ملایا۔

» ایک بات اور بتاؤ۔» عمران نے کہا۔ علیم الدین کا اب کوئی وارث نہیں ہے۔؟ جی نہیں۔ کوئی نہیں۔»

کیا علیم الدین نے شادی نہیں کی تھی۔»

» شادی کی تھی جناب۔» جاز نے کہا۔ آج سے نو سال قبل ایک بیوہ سے شادی کی تھی اس سے ایک سال تک نبھاؤ ہوا پھر طلاق دیدی تھی۔»

» طلاق کی وجہ۔؟

» وہ باس کی کچھ عادتیں ناپسند کرتی تھی۔»

» کیسی عادتیں۔؟ عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

» یہ مجھے نہیں پتہ جناب۔»

» علیم کی اس سے کوئی اولاد بھی تھی۔؟

» جی نہیں البتہ جس وقت باس نے اس عورت سے شادی کی تھی اس وقت اس کی

ایک دس گیارہ سال کی لڑکی ساتھ تھی۔»

» اب وہ دونوں ماں بیٹیاں کہاں ہیں۔؟

بتہ نہیں باس سے طلاق لیکر وہ دونوں اس شہر ہی سے چلی گئی تھیں۔

تمہیں اچھی طرح علم ہے۔؟

جی ہاں وہ پہلے یہاں حسن سکواٹر میں چوبیس نمبر کے فلیٹ میں رہتی تھیں طلاق کے بعد میں

خود ان کو عورت کی مرضی کے مطابق گاڑی میں بیٹھا کر آیا تھا عورت نے چلتے وقت مجھ سے

کہا تھا کہ وہ علیم کے بغیر اس شہر میں نہیں رہ سکتی اس لئے یہاں سے جا رہی ہے۔

پھر وہ کبھی تمہیں نظر آئی یا اس کے خط وغیرہ۔؟

کبھی نہ وہ نظر آئی نہ اس کے خط ملے۔

یہ لڑکی نالکہ کب سے ملازم ہے۔؟

تعلقات تو اس سے کافی دنوں سے تھے باس کے مگر سکرٹیری شاید سال بھر سے نبی ہے۔

کیئر کیئر کیسا ہے اس کا۔؟

بہت اچھا ایسے ماحول میں لڑکی کا پاک صاف رہنا ایک کارنامہ ہے۔

ہونہر عمران سوچتا رہا۔

کیا پولیس کو فون کر دوں جناب۔؟

نہیں ٹھہرو۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے لگا رابطہ قائم

ہونے میں چند منٹ لگے تھے کیونکہ وہ سونے کے لئے جا چکے تھے اور ان کو خواب گاہ میں جگانا پڑا

تھا۔

کیا بات ہے۔؟ سر سلطان کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

پوچھنا یہ تھا کہ اسے کس قبرستان میں دفن کرنا ہے۔

کیا مطلب۔؟

”اور یہ بھی کہ کفن و دفن آپ کریں گے یا اس کا انتظام چندہ کر کے کیا جائے۔؟“ عمران نے
 سر سلطان کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔
 ”میں تھپڑ مار دوں گا عمران۔“ سر سلطان کی جھللاتی ہوتی آواز سنائی دی۔
 ”جدید دور ہے جناب آپ بے شک بذریعہ ریسپور مجھے تھپڑ مار سکتے ہیں۔“ عمران نے
 انتہائی معصومیت سے کہا تھا۔
 ”اجمق آخر ہوا کیسا ہے۔“ سر سلطان کی آواز میں غراہٹ تھی لگتا تھا جیسے ان کی تیند غائب
 ہو گئی ہو اور وہ پوری طرح ہوشیار ہو گئے ہوں۔“
 ”وہی جو مجھ بد نصیب کے ساتھ ہوتا آرہا ہے۔“ عمران رو دینے والے لہجے میں بولا۔
 ”پھر وہی بکواس۔“ سر سلطان غراتے۔ کیا تم علیم کے ہاں نہیں گئے تھے۔؟
 ”وہیں سے بول رہا ہوں۔“
 ”وہ خود کیا کر رہا ہے۔ ریسپور اسے دو۔“
 ”بیکار ہو گا جناب۔“
 ”کیا بکواس کر رہے ہو میں کچھ نہیں سمجھتا۔“
 ”جس شخص کی کمر اور سر میں روشندان ہوں اسے ریسپور دینا بیکار ہی ہو گا جناب۔“
 ”اوہ تو اس کا اندیشہ صحیح نکلا۔“
 ”کیا اس نے آپ سے اس قسم کا کوئی اندیشہ ظاہر کیا تھا جناب۔؟“
 ”ہاں اسی لئے میں نے تم کو وہاں بھیجا تھا۔“
 ”بہر حال کفن و دفن کرنا ہے تو آجائے۔“
 ”قاتل کہاں ہے۔؟“

، سامنے والی چھت پر۔

، کیا وہ فرار ہو گیا۔؟

۔ پتہ نہیں جناب۔۔۔ عمران نے معصومیت سے کہا۔ مجھ میں ہمت نہیں تھا کہ میں سولہ

منزل چڑھتا اترتا۔

، بکو اس مدت کروا کر اب تمہارا کوئی کام نہیں ہے تو مقامی تھانے کو اطلاع دیکرو ہاں

سے چلے آؤ بیکار الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

، میں نہیں الجھتا مگر قسمت۔؟ عمران نے رک کر ٹھنڈا سا سانس لیا۔

، قسمت کو کیا ہوا۔؟

، پولیس مجھے ضرور گھیسے گی جناب۔ وہ میری یہاں موجودگی کی وجہ جانتا چائیں گے۔

، تم کوئی بھی وجہ بنا کر الگ ہو سکتے ہو۔

، یہ علاقہ فیاض کے انڈر میا ہے جناب اور آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ ہر لمحہ مجھے سلاخوں کے

پچھے دھکیلنے کے لئے بقیار رہتا ہے۔

، اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کبھی اس میں کامیاب نہیں ہو پایا۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

بہر حال اپنی جان چھڑاؤ۔

، مگر جناب۔۔۔۔۔ عمران نے کہنا چاہا مگر دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا اس

نے بھی ریسپور کر ٹیل پر ڈال دیا اور جاز کی طرف مڑا جو حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

، یہ۔۔۔۔۔ یہ آپ کس سے باتیں کر رہے تھے جناب۔۔۔۔۔ جار نے پوچھا۔

، ہے ایک آدمی۔۔۔ عمران نے کہا۔ بہت اللہ والا ہے۔

، اب کیا پولیس کو اطلاع دیدوں۔؟

ہاں کیٹپن فیاض کو فون کر ڈالو۔؟ عمران نے کہا اور فیاض کے نمبر بتا دیتے جاز نے کیٹپن فیاض کو فون کر کے اطلاع دی تھی۔

اب اپنے آدمیوں سے معلوم کرو کہ کیا وہ قاتل کو پکڑنے میں کامیاب ہو سکے۔؟ عمران نے جاز کے رسیور رکھنے کے بعد کہا۔

ابھی لیجئے جناب۔۔ جاز نے کہہ کر پھر وہی نمبر ڈائل کیا جس پر اس نے بلڈنگ گھرنے کی ہدایت جاری کی تھیں اور قاتل کی بابت پوچھا۔

۔۔ جہاں جناب۔۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ قاتل مل گیا ہے مسٹر جاز۔۔
اسے یہاں لے آؤ۔۔ جاز نے کہا۔

جی نہیں مسٹر جاز اسے یہاں نہیں لایا جاسکتا اسے بھی کسی نے گولی مار دی ہے اس کی لاش سامنے والی چھت پر موجود ہے۔۔

اوہ ہو۔۔ جاز کے منہ سے نکلا تھا۔

ہم نے مسٹر مورگن کو اس کی اطلاع دے دی ہے جناب۔۔

اب وہ کہاں ہیں۔؟

آپ ہی کی جانب آرہے ہیں۔۔ دوسری جانب سے کہا گیا ٹھیک اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مضبوط تن و توش کا آدمی اندر آ گیا۔

ٹھیک ہے۔۔ جاز نے کہا۔ مسٹر مورگن آگتے ہیں اب تم لوگ پولیس کی آمد تک اپنی اپنی جگہ پر رہو گے۔۔

بہت بہتر۔۔ دوسری جانب سے آواز آئی اور جاز نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

یہ سب کیسے ہو گیا مسٹر عمران۔؟ مورگن نے عمران سے پوچھا۔

پیپ... پتہ نہیں۔ « عمران نے کہا۔ یہ ناپختہ ہوتے گر پڑے تھے۔
 کیا۔ ؟ مورگن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیا باس ناپچ رہے تھے۔ ؟
 نہیں مسٹر مورگن۔ « جاز نے کہا۔ باس عمران صاحب سے گفتگو کر رہے تھے کہ سامنے
 والی بلڈنگ سے دو فائر کتے گتے اور باس ختم ہو گئے۔
 مجھے علم ہے قاتل مارا جا چکا ہے۔ « مورگن نے کہا۔
 میں نے پولیس کو اطلاع کر دی ہے۔ مسٹر مورگن۔ « جاز نے بتایا۔
 اچھا کیا۔ « مورگن نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کسی چیز کو چھوا تو نہیں گیا۔ ؟
 « سولے فون کے اوپر کوئی چیز نہیں چھوئی۔
 پولیس کے آنے تک تم میرے ساتھ آؤ۔ « مورگن نے کہا پھر عمران سے مخاطب ہوا مسٹر
 عمران آپ یہاں پولیس کا انتظار کریں گے۔
 اگر کہو تو چلا جاؤں۔ « عمران نے کہا اس کے چہرے پر جیسے بارہ بج رہے تھے ہونق انگ
 رہا تھا وہ۔ پیپ... پولیس کو دیکھ کر... مم... مجھے ہول آتا ہے۔
 بہتر ہے کہ آپ یہاں رک ہی جائیں۔ « مورگن نے کہا۔ اس طرح ہم پولیس کو زیادہ
 بہتر طور پر کچھ بتا سکیں گے۔
 جج... جیسے... تت... تمہاری مرضی... « عمران نے اس طرح کہا جیسے اسے مرغا
 بننے کے لئے کہا گیا ہو۔ اب وہ اس طرح بار بار منہ بنارہا تھا جیسے رو دینے والا ہو جانا اور
 مورگن کمرے سے نکل گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔
 عمران بٹری تیزی سے حرکت میں آیا تھا اس نے جیب سے دستا لے نکال کر پہنے اور
 تلاشی لینے لگا دس منٹ تک وہ تلاشی لیتا رہا مگر اس کے ہاتھ کچھ نہیں لگا۔ پھر کچھ سوچ کر

اس نے میز کی درازیں باہر نکال دیں اور اس کے خلا میں جھانکا مگر پھر مایوسی سے سر ملاتا ہوا اٹھا اور درازیں دوبارہ لگا دیں۔

ٹھیک اسی لمحے باہر راہداری میں بھاری قدموں کی آوازیں ابھری تھیں پھر دروازہ کھلا اور کیٹین فیاض کی صدا بہار صورت نظر آئی۔ وہ عمران کو دیکھتے ہی ٹھٹھک گیا تھا اس کے عقب میں کئی کانسیبل نظر آرہے تھے۔

علاقے کا ایس ایچ او بھی ساتھ تھا۔ عمران سے ہٹ کر اس کی نظر علیم الدین پر پڑی اور وہ آگے بڑھ کر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے انسپکٹر سے بولا۔

”کاروائی شروع کر دو۔“

”یس سر۔“ انسپکٹر نے کہا اور کانسیبلوں سے کچھ کہنے لگا۔

”اور تم...“ فیاض عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ ”یہاں کیوں نظر آرہے ہو۔؟“

”مم... میری... بب... بد قسمتی...“ عمران نے اٹک اٹک کر کہا۔

”آلہ قتل کہاں ہے۔؟ فیاض غرایا تھا۔

”چھچھ... چھچھ... چھت پر۔“ عمران نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

”گویا قتل کر کے بارھویں منزل پر آلہ قتل چھوڑ آئے۔“

”مم... میں نے قتل نہیں کیا۔“

”یہ تو عدالت میں کہنا۔“ فیاض غرایا۔

”سو پر فیاض۔“ عمران نے کہا۔ ”کیا تم سب کے سامنے الجھنا چاہتے ہو۔؟“

”کیا مطلب۔؟ فیاض غرایا آواز اس کی بھی زیادہ بلند نہیں تھی۔

”اس کا قاتل سامنے والی عمارت کی چھت پر مردہ پڑا ہے۔“ عمران نے کھڑکی کے

باہر سامنے والی عمارت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

گولی وہاں سے چلائی گئی ہے۔ فیاض نے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ عمران نے سر ہلایا۔ اس وقت علیم الدین مجھ سے گفتگو کر رہا تھا۔
کس سلسلے میں۔؟

وہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرنا چاہتا تھا۔

بکو اس مت کرو۔ فیاض غرا کر بولا۔ میں جانتا ہوں وہ غیر شادی شدہ تھا اور

اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔

اچھا۔ عمران نے اس طرح کہا۔ جیسے یہ خبر اس کے لئے نئی ہو۔ میں سمجھا وہ بچوں والا تھا۔

تم نپنی موجودگی کے بارے میں بتاؤ۔ فیاض نے کہا۔ اگر مطمئن نہیں کر سکے تو سمجھ لو

سات سلاخوں کے پیچھے بسر کرنا پڑے گی۔

کیوں۔ کیا تم نے اپنے کمرے کی کھڑکی میں سلاخیں لگوالی ہیں۔؟

جب تھوڑی دیر سے سابقہ پیرے گانا تو یہ سب طراریاں بھول جاؤ گے۔ فیاض

نے غراتے ہوئے کہا اسی لمحے دروازے میں جاز نظر آیا تھا۔

مسٹر جاز۔ فیاض نے کہا۔ قاتل کا علم کیسے ہوا کہ وہ سامنے والی چھت پر ہے۔

اس کے بارے میں عمران صاحب نے بتایا تھا۔ جاز نے کہا پھر اس نے بلا کم و کاست

وہ سب کچھ دوہرایا جو عمران کی وہاں آمد سے اب تک ہوتا رہا تھا۔ وہ گفتگو بھی اس نے دوہرا دی

جو عمران اور علیم کے درمیان ہوتی تھی۔

مہیں علم ہے کہ وہ ایک لڑکی کے پیچھے دشمن بن گئے تھے۔ فیاض نے کہا۔ مگر قاتل

قاتل کس نے کیا یہ مسئلہ الجھا دے والا ہے۔

”سر۔“ ایس ایچ او نے کہا۔ کیا لاش اٹھوا دوں۔؟

”ہاں اٹھوا دو۔“ فیاض نے کہا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ فوٹو اور فنگر پرنٹس متاثر

کرنے والے اپنا کام ختم کر چکے تھے ویسے بھی فنگر پرنٹس کی کوئی اہمیت اس لئے نہیں تھی کہ قاتل مل چکا تھا مگر ضابطے کی کارروائی تھی اس لئے کی گئی تھی۔

”آؤ قاتل کو دیکھتے ہیں۔“ فیاض نے لاش اٹھ جانے کے بعد عمران سے کہا تھا اور وہ

چپ چاپ اس کے ساتھ چل پڑا۔ چھت پر پولیس والے پہلے سے موجود تھے اور انھوں نے

نیچے کسی فلیٹ سے روشنی کا انتظام چھت پر کر رکھا تھا۔ عمران نے دیکھا لاش چت پڑی تھی۔

اور اس کے پیشانی پر ایک سوراخ تھا جس سے خون نکل نکل کر آس پاس جم گیا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک جدید طرز کی طاقتور دوربین والی رائفل پڑی تھی اس کی لاش عمارت کی منڈیر

والی صوبندی کی دیوار سے صرف چند فٹ کے فاصلے پر تھی ایسا لگتا تھا جیسے اسے ٹھیک اس

دقت گولی مار دی گئی تھی جب وہ علیم کو قتل کر کے وہاں سے ہٹا چاہتا تھا اس کا مطلب

یہ تھا کہ قاتل پر فائر سامنے والی عمارت سے کیا گیا تھا ورنہ گولی اس کی پیشانی پر نہ لگتی اور نہ

ہی وہ دیوار سے چند فٹ کے فاصلے پر ہوتا۔

عمران نے بغور لاش کا جائزہ لیا اور اس طرف دیکھا جہاں علیم الدین کے کمرے کی

کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس طرف دیکھتے ہی وہ چونک پڑا تھا اس نے علیم الدین کی کھڑکی پر ایک سیاہ

رنگ کا دھبہ دیکھا تھا اس نے دوسری کھڑکیوں پر نظر ڈالی اور مایوسی سے سر ہلادیا سوائے

علیم الدین کے کمرے والی کھڑکی کے کسی اور کھڑکی پر کالانشان نہیں تھا گویا کسی نے اس کھڑکی

کی شناخت کرانے اور قاتل کی آسانی کے لئے وہاں سیاہ رنگ کا کاغذ یا اور کوئی چیز چپکادی

تھی۔ فیاض بھی لاش کے معائنے سے فارغ ہو چکا تھا پھر وہ لاش اٹھوا دینے کا حکم دے کر

واپس چل پڑا تھا۔

قاتل کا نام نارمن ہے۔ فیاض نے لفٹ سے نیچے جاتے ہوئے بتایا تھا۔

”اوہ میں سمجھا اس کا نام اسکل ٹام ہے۔“

”میں اسے جانتا ہوں۔“ فیاض نے کہا۔ وہ پیشہ ور قاتل تھا معاوضے پر کوئی بھی اس سے قتل کرا سکتا

تھا اور وہ پہلے سے پولیس لسٹ پر تھا۔“

”پھر وہ باہر کیسے تھا؟ عمران نے پوچھا۔

اس کے خلاف حملہ سے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ فیاض نے کہا۔ اب ثبوت ہا تھا آیا تو وہ

خود قتل کر دیا گیا ہے۔“

اس کا قاتل علیم کے اسٹاف کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

مجھے بھی یہی شبہ ہے۔“ فیاض نے کہا۔ لاش کی پوزیشن یہی بتاتی ہے کہ اسے علیم الدین والی بلڈنگ

سے ہا نشانہ بنایا گیا ہے۔“

”کس پر شبہ کر سکتے ہو؟“

”کئی افراد آلہ کار بن سکتے ہیں۔“

”کیا مطلب؟“ عمران نے علیم الدین والی بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔ پھر وہ

پیج میں پہنچ کر لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

علیم کے قتل کی سازش میں اس کے پارٹنر کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے۔“ فیاض نے کہا۔ اور وہ

روپے کا لالچ دیکر علیم کے اسٹاف کے کسی بھی آدمی کو اپنے ساتھ ملا سکتا ہے۔“

تمہیں اس کے پارٹنر کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے؟ عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے

ہوئے پوچھا۔

ہاں علیم الدین اور اس کا پارٹنر لطیف دونوں عرصے سے پولیس کی لسٹ پر ہیں۔ فیاض نے لفٹ میں داخل ہو کر آٹھویں منزل کا بٹن دباتے ہوئے کہا پولیس والے اور کانسٹیبل دوسری لفٹ کی طرف بڑھ گئے تھے۔

ان پر کس بات کا شبہ کیا جا رہا تھا؟
 پھر بتاؤں گا۔ فیاض نے لفٹ رکنے کے بعد باہر نکلتے ہوئے کہا: تم بتاؤ تم یہاں کیسے نظر آ رہے تھے اور تمہارا علیم الدین سے کیا تعلق تھا؟
 تعلق؟ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لمبے میں کہا۔ وہ فیاض کے ساتھ ہی چل رہا تھا مگر ذہن کہیں اور بٹھک رہا تھا۔

ہاں تم نے بتایا نہیں۔ فیاض نے واردات والے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

کیا سوچ رہا؟ عمران نے بظاہر چونک کر پوچھا۔
 یہی کہ تمہارا علیم سے کیا تعلق ہے؟
 پہلے تم یہاں تحقیقات مکمل کر ڈالو۔
 مکمل کرنے کے لئے رہ ہی کیا ہے؟ فیاض نے لاپرواہی سے کہا۔
 کیوں؟ کیا تم دوسرے لوگوں کے بیانات نہیں لو گے؟
 وہ میرے ماتحت کر لیں گے۔

اس آدمی کو کون تلاش کرے گا جس نے یہاں سے نارٹن پر گولی چلائی تھی؟
 اس کے لئے اس وقت دیکھا جائیگا جب سب کے بیانات ہو جائیں گے۔ فیاض نے لاپرواہی سے کہا اور عمران چونک پڑا اس نے محسوس کیا کہ فیاض کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔
 اڑنے لگے ہو سوچو۔

”نہیں تو۔ یہ تم نے کیسے کہہ دیا۔؟ فیاض نے چونک کر کہا۔

”بھرتی والا پیر وہی کسی۔؟

”خیر آؤ میرے ساتھ۔“ فیاض نے عمران کی بات اڑا کر کہا اور برابر دے کمرے میں داخل ہو گیا۔

اور یہاں داخل ہوتے ہی عمران کی قوت شاملہ نے محسوس کر لیا کہ کمرے میں بارود کی بو پھیلی ہوئی ہے گویا کچھ دیر قبل فائر اسی کمرے سے کیا گیا تھا۔

فیاض کمرے کا جائزہ لینے لگا اور عمران کھڑکی کی طرف بڑھ گیا بظاہر وہ جھک کر کھڑکی سے نیچے دیکھ رہا تھا مگر اس کا اصل مقصد کھڑکی کی چوکھٹ کو سونگھنا تھا تاہم اس کی طرف چوکھٹ پر سے نہ صرف بارود کی تیز بو محسوس ہوتی بلکہ جلی ہوئی بارود کے کچھ ذرے بھی نظر آتے تھے۔

”نارمن کو اسی کھڑکی سے گولی ماری گئی ہے۔“ عمران نے فیاض کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں نے بھی کمرے میں گھستے ہی بارود کی بو محسوس کر لی تھی۔“ فیاض نے جواب دیا ٹھیک

اسی لمحے ایک اسے ایس آئی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

”کیا بات ہے۔؟ فیاض نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”علیم الدین کے پارٹنر لطیف کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔“ اسے ایس آئی نے بتایا اور فیاض

سناٹے میں رہ گیا۔

وہ لوگ سیدھے لطیف کے آفس پہنچے تھے وہ ایک بنگلے کو ہی دفتر کے طور پر استعمال کرتا تھا اور یہ بنگلہ ماور پلازہ کے قریب ہی تھا زیادہ سے زیادہ دس پندرہ منٹ میں وہ وہاں پہنچ گئے تھے لطیف کی لاش اس کی مینر ٹیپاؤنڈ سے منسٹری تھی اور خون کا ایک جوہر سا اس کی ٹانگوں کے پاس تالین پر بن گیا تھا۔

خون جم چکا تھا مگر اس کے حسیم سے اب بھی اکاد کا بوند ٹپک رہی تھی۔ عمران نے بغور لاش کا جائزہ لیا۔

لیکن اندازہ نہیں کر سکا کہ گولی کہاں ماری گئی ہے خون مینر پر کبھی پھیلا ہوا تھا۔ قیاس نے فوٹو گرافروں کو اشارہ کیا اور انھوں نے بڑی تیزی سے تصویریں بنانی شروع کر دیں پھر فنگر پرنٹس والوں نے مینر کرسی اور دوسری چیزوں پر سے فنگر پرنٹس اتارے تھے۔ اور اب کھڑکیوں کی طرف متوجہ تھے۔

لطیف کے قتل نے معاملہ المجدادیا ہے۔ فیاض نے عمران سے کہا۔

کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔

اس کی نگاہ ایشن ٹرے پر جمی ہوئی تھی جس میں دوسری سگریٹوں کے ساتھ ایک ایسی سگریٹ بھی نظر آ رہی تھی جس پر سیاہ رنگ کا داغ تھا مگر عمران کے خیال کے مطابق یہ داغ خون کا نہیں ہو سکتا تھا۔

علیم کا قتل میں نے لطیف کے خالے میں ڈال دیا تھا۔ فیاض نے بتایا۔

لطیف پر شبہ کی کوئی وجہ تو ہو گی نا۔؟

ہاں ہے یہ دونوں پارٹنر تھے۔

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ یہ دونوں پارٹنر تھے۔

تم سمجھے نہیں۔ فیاض نے کہا۔ دونوں کا ایک لڑکی پر اختلاف چل رہا تھا اور وہ اختلاف اتنا

طبرہ گیا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے۔

وہ لڑکی کون ہے۔؟

کسی بیوہ کی بیٹی بتائی جاتی ہے شادی نام ہے مگر آج تک وہ ہماری نظروں میں نہیں آئی حالانکہ

دونوں ہی کی نگرانی کی جا رہی تھی۔

اب نگرانی کی وجہ بھی بتا چلو۔

ان دونوں پر جعلی کرنسی چلانے کا شبہ کیا جا رہا تھا۔

چلانے کا یا چھاپنے کا بھی۔؟

مردست چلانے کا شبہ کیا جا رہا تھا۔

کونسا نوٹ تھا۔؟ بڑا یا چھوٹا۔؟

”ملکی کرنسی کی بات نہیں ہے۔“

”پھر غیر ملکی کرنسی میں پونڈ اور ڈالر رہ جاتے ہیں۔؟“

”ہاں یہ لوگ پونڈ ڈالر اور جاپانی ین کا کاروبار کرتے تھے۔“

”غیر قانونی کام تھا پکڑ کیوں نہیں گیا۔؟“

”ثبوت۔“ فیاض نے کہا۔ اگر ثبوت ہاتھ لگ جاتے تو پکڑ نہیں لیتے۔“

”پھر شبہ کیسے ہوا تھا کہ ان تین ملکوں کی کرنسی یہ لوگ چلاتے ہیں اور وہ بھی جعلی۔؟“

”ایک آدمی کے پاس سے پچاس لاکھ مالیت کی ان تینوں ملکوں کی کرنسی پکڑی گئی تھی جو وہ اپنے

سوٹ کیسوں میں چھپا کر لے جا رہا تھا ایرپورٹ سیکورٹی فورس سے یہ کیس ہمارے محکمے کو ٹرانسفر کیا گیا تھا۔“

”اس آدمی نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔؟“

”ہاں اس کا کہنا یہ تھا کہ یہ کرنسی اسے لطیف نام کے ایک آدمی نے دی ہے اور اسے مشرق وسطیٰ

کے ایک ملک میں پہنچانا تھا جس کے بعد اسے پچاس ہزار روپے معاوضہ ملتا۔“

”کرنسی دینے والے کا پتہ بھی بتایا ہوگا۔؟“

”وہ پتہ لطیف ہی کا تھا اس نے بتایا تھا کہ ایک دفعہ وہ اسی آفس سے رقم لیکر گیا ہے جس

میں ہم کھڑے ہیں دوسری بار اسے کرنسی علیم کے آفس والی بلڈنگ کی راہداری میں ایک آدمی

نے دی تھی یہ تیسرا موقع تھا جو وہ یہاں لطیف کے آفس سے کرنسی لیکر گیا اور جہاز پر سوار

ہونے سے پہلے پکڑا گیا۔“

”تم نے ان دونوں سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی ہوگی۔؟“

”یقینی بات ہے۔ مگر دونوں نے نہ صرف لاعلمی ظاہر کی تھی بلکہ حیرت کا اظہار بھی کیا تھا کہ ان کا

”فس اس سلسلے میں استعمال کیا گیا اور ان کو اس کی خبر نہیں ہو سکی۔“

”تلاشی تھی۔؟“

”ہاں ایک ایک چیز کی تلاشی تھی مگر کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی یہی حال علیم الدین کے

فس کا تھا۔“

”اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا جس کے پاس سے کرنسی نکلی تھی۔“

”نہیں اسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔“

”وہ کیوں۔؟“

”اسے میں نے سرکاری گواہ بنالیا تھا اور اسے پچالینے کا وعدہ بھی کیا تھا لہذا مجھے امید نہیں کہ

اپنے بچنے کی راہ پا کر بھی وہ جھوٹ بولتا۔“

”ہو سکتا ہے جان کا خوف رہا ہو جس نے اسے جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیا ہو۔؟“

”جان کا خوف تو اسے تھا کیونکہ جس دن اسے عدالت میں ریمانڈ کے لئے پیش کیا گیا اس دن اس

پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا مگر وہ کچ گیا گولی اس کے شلے میں لگی تھی۔“

”ہاں میں نے خبر اخبار میں پڑھی تھی۔“ عمران نے کہا۔ مگر وہ آدمی تو ہسپتال جا کر مر گیا تھا۔؟“

”اس کے مرنے کی خبر دانش اڑائی گئی تھی۔“

”مجرموں کو مغالطہ دینے کے لئے۔؟“

”ہاں اس طرح ہم علیم اور لطیف کا رد عمل جانچنا چاہتے تھے۔“

”پھر کیا رد عمل سامنے آیا۔؟“

”کچھ نہیں وہ جس طرح کاروبار کر رہے تھے کرتے رہے۔“

”اس کی فیکٹری کی بھی تلاشی۔؟“

ہاں سرسری تلاشی لی تھی۔ فیاض نے کہا۔ اس کے علاوہ اپنے چار آدمی وہاں مختلف حیثیتوں سے ملازم بھی کر دیتے ہیں اور ان کی رپورٹ یہی ہے کہ وہاں کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوتا اور فیکٹری میں صرف کامیٹیکس ہی تیار ہوتی ہیں۔

”پھر تو تمہارا شبہ ختم ہو جانا چاہیے تھا۔“

”ہاں مگر ایک ایسی قسم جو صاف سندھ بنزس کرتی ہو اس کے عملے میں اگر شہر کے کچھ چھپے

ہوئے بد معاش بھی شامل ہوں تو اس کو کیا کہو گے۔؟“

”ہاں یہاں میں نے بھی چند مشہور چہرے دیکھے ہیں۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

کہا اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا اور فیاض کی بتلائی ہوئی معلومات کی روشنی میں وہ

حالات کا تجزیہ کر رہا تھا۔

فیاض کی بتائی ہوئی باتوں نے اب کیس کو ایک نیا رخ دیدیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ

درمیانی کٹری بہت اہم ہے وہ لڑکی جس پر دونوں کا اختلاف ہوا تھا آخر وہ کون ہے۔؟

وہ حد سے زیادہ پراسرار لگ رہی تھی۔

فیاض کے آدمی دونوں کی نگرانی کر رہے تھے اس کے باوجود وہ ان میں سے کسی کو نظر

نہیں آئی تھی اسٹریکیوں۔؟

اور وہ اتنی پراسرار کیوں ہے اس نے اپنا آپ چھپا کیوں رکھا ہے اس راز داری سے

کہ خود دونوں کے اسٹاف میں سے کبھی کوئی اس کے بارے میں نہیں جانتا لیکن اس نے سوچا اگر وہ لوگ

آپس میں ملتے ہوں گے تو یہ ہوٹل اور کیفے ہی ہو سکتے تھے اور وہ یقیناً کوئی نہ کوئی ان کی بابت بتلا

تھا خاص طور پر لڑکی کے بارے میں۔

”تم نے ان ہوٹلوں میں معلومات کراوائیں جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے۔؟“ عمران نے فیاض

سے پوچھ لیا۔

”ہاں۔“ فیاض نے کہا۔ میں نے معلومات کروائی تھیں مگر کسی جگہ سے بھی اطلاع نہیں ملی کہ وہ پراسرار لڑکی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی کو نظر آتی ہو۔“
”ناممکن لگتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ درمیان میں ضرور کوئی ایسی بات ہے جسے وہ نظر انداز کر رہا ہے۔ کوئی ایسی اہم بات جو اب تک شعور میں نہ آئی ہو اور لا شعور میں بھسک رہی ہو۔
”تم یہاں رکو میں لاش اٹھا دوں۔“ فیاض نے کہا اور کانسٹیبلوں کو ہدایت دینے لگا جب لاش اٹھوائی جانے لگی تو اس نے دیکھا کہ اس کی گدی میں ایک سوراخ تھا پھر جیب لاش سیدھی کی گئی تو اس کی سمجھ میں گدی والا سوراخ بھی آگیا۔

اسے ایک گولی پیٹ میں اور ایک آنکھ میں ماری گئی تھی اور آنکھ میں لگنے والی گولی گدی سے پار نکل گئی تھی۔

وہ لاش اٹھ جانے کے بعد اٹھا آگے بڑھا اور فیاض کی فخر پرچا کر وہ سگ ویٹ ایشن طرے سے اٹھا کر جیب میں ڈال لی جس پر سرخ دھبہ تھا۔

”یہاں ایک لڑکی کے ہاتھوں کے نشانات بھی ملے ہیں۔“ فیاض نے بتایا۔

”سب سے پہلے اسی کے پرنٹ بنواؤ۔“

”ہو نہہ۔“ فیاض نے عمران کو گھور کر دیکھا پھر بولا۔ ایک گھنٹے میں پرنٹ مل جائیں گے۔“

”ایک کاپی مجھے بھی بھجوا دینا۔“

”تم جا کہاں رہے ہو۔؟“

”فلٹ پر، صبح ہونیوالی ہے اور وہ سلیمان کا بچہ میری غیر حاضری پر جھلا رہا ہوگا۔“

”تم نے اسے بہت سر چڑھا رکھا ہے۔“ فیاض نے کہا۔

”نہیں کہاں۔“ عمران نے حیرت سے کہا۔ ”وہ تو پیروں پر رہتا ہے یا پھر کرا پر چڑھتا ہے۔“

”خیر خیر۔“ فیاض منہ بنا کر بولا۔ ”تم کہیں نہیں جاؤ گے۔“

”وہ... سلیمان کا بچہ۔“ عمران نے منہ بسور کر کہا۔ ”ناشتہ بھی نہیں دے گا۔“ مجھے۔“

”ناشتہ میرے ساتھ کرنا۔“ فیاض نے کہا۔ ”اتنے پرسنس تک آجائیں گے۔“

”جیسے تمہاری مرضی۔“ عمران خوش ہوتے ہوئے بولا۔ ”تم نے مجھے الجھن سے بچا لیا ورنہ وہ سلیمان

ناشتے سے پہلے لکچر پلاتا۔“

”اتنے احمق مت بنا کرو۔“ فیاض نے کہا۔

”اسے۔“ عمران برمان جانے والے لمبے میں بولا۔ ”احق کہہ کر میری توہین مت کرو۔“

”حافیتیں بند کرو۔“ فیاض نے کہا۔ ”اگر تم یہاں کسی سے کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔“

”متعلقہ لوگوں کو بلاؤ تبھی تو پوچھوں گا۔“ عمران نے کہا اور فیاض اسے لیتے ہوئے کمرے سے

نکل آیا چھوٹی سی راہداری تھی اور پھر علی کے کمرے تھے جن میں بیٹھ کر وہ لوگ کام کرتے تھے فیاض اسے

لے آگے بڑھا ہی تھا کہ ایک انسپکٹر نے ٹوک دیا۔

”جگہاں جناب۔“ وہ کہہ رہا تھا۔ شارٹ سرکٹ ٹیلی ویژن سسٹم نظر آیا ہے کیمیرے بطیفہ کے

کمرے کے باہر دروازے کے اوپر اور چوکھٹ میں لگے ہوئے ہیں۔“

”اوہ۔“ فیاض کے منہ سے نکلا اور وہ پلٹ پڑے۔ کہاں ہیں کیمیرے؟

”یہ رہے جناب۔“ انسپکٹر نے چوکھٹ میں دو جگہ انگلی سے اشارہ کیا جہاں دروازے

کی چوکھٹ میں شیشے لگے نظر آ رہے تھے فیاض نے غور سے دیکھا۔ شیشوں کے پیچھے اسے کئی کیمیرے

کے لینس نظر آگئے تھے باوا نظر میں کوئی انہیں کمیرے نہیں سمجھ سکتا تھا۔

بتیسرے کمیرہ چوکھٹ کے اوپر چھٹ پر لگا ہوا ہے جناب۔ اسکیٹرنے بتایا اور فیاض کی نگاہ بے ساختہ اوپر اٹھ گئی جہاں شیشے کا گول ٹکڑا چھٹ میں لگا نظر آرہا تھا۔ فیاض چند لمحے ان کو گھورتا رہا پھر اسکیٹرنے پوچھا۔

» ان کا پتہ کیسے چلا۔؟

» چوکھٹ کے دوسری جانب فالٹو تاریں گزرتی دیکھیں تو ہم چونک پڑے تھے جناب جب اس کے سہارے دیکھا گیا تو کمیرے سامنے آئے تھے۔»

اس کا آپرٹینگ سسٹم کہاں ہے۔؟

» لطیف کی میز کی دراز میں جناب۔ اس میں ایک چھوٹی سی آپرٹینگ مشین موجود ہے اور اس میں ہی سکرین بھی لگا ہوا ہے۔»

» آؤ دیکھتے ہیں۔» فیاض نے عمران سے کہا اور وہ دوبارہ لطیف کے کمرے میں داخل ہو گئے۔
 لطیف کی دراز والی مشین کا جائزہ لینے کے بعد وہ باہر نکل آئے تھے کچھ دیر بعد وہ اس کمرے میں نظر آئے جہاں رات کی ڈیوٹی کا اسٹاف جمع تھا یہ دو عورتیں اور چار مرد تھے اور ان کے چہروں پر گھبراہٹ طاری تھی۔

» تم لوگوں کا انچارج کون ہے۔؟ فیاض نے پوچھا۔

» میں جناب۔» ایک آدمی نے آگے بڑھ کر کہا۔

» یہاں کب تک کام ہوتا ہے۔؟ فیاض نے پوچھا۔

» چوبیس گھنٹے جناب۔» اس آدمی نے جواب دیا۔ تین شفٹوں میں کام ہوتا ہے۔»

» آج لطیف سے تم لوگوں کی ملاقات کس وقت ہوئی تھی۔؟

”سڑھے دس پر جناب عالی۔“

”اس وقت وہ زندہ تھا۔؟ قیاض نے پوچھا۔“

”جی ہاں البتہ ان کو کسی کا انتظار تھا۔“

”کس کا۔؟“

”کہہ نہیں سکتا جناب۔“ اسی آدمی نے کہا۔ وہ بار بار فون کی جانب دیکھ رہے تھے اور میرے

آئیے دس منٹ بعد ایک عورت بھی ان سے ملنے گئی تھی۔“

”عورت۔“ قیاض نے چونک کر پوچھا۔ کون تھی وہ۔؟

”باس کی دوست تھی۔“

”کیا وہ پہلے بھی آتی رہی ہے۔؟“

”جی ہاں ایک مرتبہ اور ہم نے اسے دیکھا تھا۔“

”اس کا حلیہ کیا ہے۔؟“

”حلیہ نہیں بتا سکوں گا جناب۔“ اس نے کہا۔ کیونکہ وہ جیب بھی آتی تھی اس کے ہاتھ میں رومال پڑتا

تھا جس سے وہ چہرہ پونچھتی ہوئی کمرہ میں داخل ہوتی تھی۔“

”کیا تمہیں پتہ ہے کہ لطیف کے کمرے میں ٹیلی ویژن موجود ہے جس پر وہ دروازے کے

باہر موجود افراد کو دیکھ لیا کرتا تھا۔؟“

”جی ہاں معلوم ہے۔“

”یہ حفاظتی نظام اس نے کیوں لگوا یا تھا۔؟“

”ہمیں اس بارے میں کوئی علم نہیں جناب۔“

”قیاض اور لوگوں سے بھی سوالات کرتا رہا عمران لا تعلق سا اس کے ساتھ تھا اس نے کسی

سے کوئی سوال نہیں کیا تھا البتہ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ پتہ چل جائے کہ وہ لڑکی کون تھی جس نے لطیف سے ملاقات کی تھی تو اس قتل کا ہی نہیں علیم کے قتل کا راز بھی حل ہو جائے گا شاید یہ بھی پراسرار تھی اور لطیف سے ملنے والی لڑکی بھی۔

پھر جس طرح لطیف کی لاش ملی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے قتل کرنے والا یا والی اسکے لئے انجان نہیں تھی۔ انجان ہوتی تو وہ اسے کمرے میں آنے ہی کیوں دیتا۔؟ پھر شاید اسے آخری وقت میں اس کا احساس ہو گیا تھا اس کی جان خطرے میں ہے اور اسی لئے اس نے ریو اور نکالا تھا۔ مگر قاتل اس سے تیز تھا۔

اور اس نے لطیف سے پہلے اسے گولی ماری اس کے ذہن میں لطیف کی کرسی اس کی جیست اور اس کے سامنے والی کرسی اور میز کی اونچائی بھی کھٹک رہی تھیں ایسا لگتا تھا کہ لطیف نے جب ریو نکالا رکھا وہ اس سے بے خبر تھا کہ اس کے سامنے موجود قاتل نے بھی ریو اور نکال رکھا ہے پھر اس نے میز کے نیچے سے اس کے پیٹ میں گولی ماری اور جب وہ بڑپا تو سر میں گولی ماری اس طرح اسے اپنا ریو اور استعمال کر لے گا موقع نہیں مل سکا تھا اور قاتل صاف نکل گیا۔

ایش ٹرے سے ملنے والی سگریٹ کا ٹوٹا اسی بات کی جانب اشارہ کر رہا تھا کہ لطیف کے سامنے موجود ہستی کسی عورت کی تھی اور سپر وائزر نے اس بات کی تصدیق کر دی تھی ایک عورت لطیف سے ملنے آئی تھی۔

وہ ذہنی گھوڑے دوڑاتا رہا چونکہ اس وقت جب قیاض نے اسے مخاطب کیا

تھا۔!

چلو چلیں۔

کام ختم ہو گیا۔؟ عمران نے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

ہاں بقیہ ماتحت نمٹالیں گے۔

”ہو نہہ۔“ عمران نے سر ہلایا۔ اب کس طرف۔؟

”ناشتہ نہیں کرنا کیا۔؟“

”اوہ ہاں خداتمہارا بھلا کرے۔“ عمران نے کہا پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوتے بولا۔ پیٹ

میں بلیاں دوڑ رہی ہیں مارے بھوک کے۔“

”چوہے دوڑنا محاورہ ہے۔“

کنفیویشن نے کہا تھا کہ محاورہ کو سہم کرنے سے بدہمی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور

بدہمی قبر ہی کے جانب لے جاتی ہے۔“

”حکومت۔“ فیاض نے لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ مجھے کیس کی بابت بتاؤ یہ تو گورکھ

وہندا بن گیا ہے۔“

”تم صرف لڑکی کو تلاش کرو بقیہ میں سینہاں لوں گا۔“

”کیا سینہاں لو گے۔؟“

”تمہارے شکاح اور ویسے کی ذمہ داری۔“

”لاحول ولا قوۃ۔“ فیاض بڑبڑایا۔

لفٹ رک چکی تھی وہ باہر نکل آئے باہر فیاض کی جیب موجود تھی جس میں وہ یہاں آیا تھا۔

پانچ منٹ بعد وہ ایک کیفے میں نظر آ رہے تھے صاف ستھرا یہ کنڈیشنڈ کیفے تھا۔ فیاض نے لمبے چوڑے

ناشتے کا آرڈر دیا تھا۔

”ہاں اب بتاؤ کہ تم وہاں کیوں نظر آ رہے تھے۔؟“

”مجھے علیم نے بلایا تھا۔“

کس لئے بلوایا تھا۔؟ فیاض نے کہا۔ جیب اس نے اپنی حفاظت کے اور اگر کوئی تعلق ان سے

تھا تو تمہاری کیا ضرورت تھی۔؟

”مکن ہے حکیم جی نے نسخے میں لکھ دیا ہو۔“

”نہیں مجھے بتاؤ وہ تم سے کیا چاہتا تھا۔“ فیاض نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا ہو سکتا ہے

اس طرح کوئی کلیو ہا تھا لگ جاتے۔“

”اس نے محکمہ خارجہ کے ایک آفیسر سے استدعا کی تھی۔“

”تمہیں بھیجنے کی۔؟“

”نہیں کسی ایسے آدمی کے لئے جو پولیس کی مدد کے بغیر اس کے دشمنوں کو تلاش کرنے میں حکیم کی

مدد کر سکے۔“

”اور اس آفیسر نے تم کو بھیج دیا۔؟“

”یہ میری بد قسمتی ہے۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس ناہنجار کو میں ہی قربانی کا

بکرانظر آیا تھا۔“

”اس آفیسر کا نام۔؟“

”نام۔؟ عمران نے دوہرایا۔ نام تو خود مجھے بھی یاد نہیں ہے۔“

”کیا سر سلطان نے تم کو بھیجا تھا۔“

”ان میں اتنی ہمت اور حرمت کہاں۔“

”ہو نہہ۔“ فیاض خاموش ہو گیا و بیٹر ناشتہ رگڑ رہا تھا مگر وہ سوچ رہا تھا کہ سوتے سر سلطان

کے اور کون ایسا ہو سکتا ہے جو حکیم الدین کی سفارش کرے گا اور جس کی بات عمران مان لے گا۔ اسے

علم تھا کہ پیسے کی فراوانی کی وجہ سے وہ دونوں اعلیٰ طبقے میں بہت مقبول تھے جس نے میں ایک دوپارٹیاں

ہاں بقیہ ماتحتہ میں شہر کے تمام روسدار امرا اور اعلیٰ حکام کو مدعو کیا جاتا تھا اس
 کافی وسیع تھے لہذا علین ممکن تھا کہ سر سلطان ہی سے اس نے عمران کو بھیجے کیلئے کہا ہو
 یا صرف معقول آدمی کی فرمائش کی ہو اور سر سلطان نے عمران کو بھیج دیا ہو۔
 میں ابھی آیا۔ عمران نے ایک انگلی دکھاتے ہوئے کہا اور اٹھ گیا اس کا رخ بائیں روم کی
 جانب تھا بائیں روم سے گزر کر وہ اس طرف آگیا جہاں فون بوتھ بنا ہوا تھا اس نے جویا کے نمبر پڑا
 کئے تھے۔

یس سر۔ جویا کی آواز آئی۔

ٹاؤر پلانز کے سامنے بارہ مندر بلڈنگ میں علیم الدین کا سٹیکس فیکٹری کا دفتر ہے عمران
 کے یہ حیثیت اکیٹو کہا۔ وہاں کسی کو روانہ کر دو وافرادی نگرانی کرنی ہوگی نائلہ اور مورگن۔
 ان کے چلتے جناب عالی۔

ان کے بارے میں مکمل معلومات درکار ہیں زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے کا وقت دیا جاسکتا
 ہے۔ عمران نے دونوں کے چلتے بتائے بعد کہا۔

بہتر جناب میں ابھی صفدر اور خاوند کو روانہ کر دیتی ہوں۔

نائلہ اور مورگن کی تصویریں حاصل کر کے ممبروں میں بانٹ دو اور پچھلے دنوں کے اخبارات
 سے لطیف اور اس کے پارٹنر علیم الدین کی تصویریں حاصل کر دو تمام شہر کے ہوٹلوں اور
 رستوران سے معلومات کرو کر ان دونوں کے ساتھ یہ لڑکی نظر آتی ہے یا نہیں۔

اس کام کیلئے سب ممبروں کو رگانی کے باوجود کافی وقت لگے گا جناب۔

حیثیت جلد ممکن ہو سکے کام ہونا چاہیے۔ عمران نے کہا۔ اگر نائلہ ان کے ساتھ نہیں نظر آتی

تو اس لڑکی کا پورا حلیہ درکار ہوگا جو ان دونوں کے یا کسی ایک کے ساتھ گا ہے نظر آتی رہی ہو۔

۔ بہتر جناب۔۔

”کرنیاریکٹ والی فائل میں بھی ان لوگوں کی تصویریں چیک کرو اور اگر کوئی تعلق ان سے ظاہر ہو تو

مجھے مطلع کرو۔۔

۔ یہ کام میں خود کروں گی۔۔ جولیائے کہا۔

۔ ابھی دانش منزل چلی جاؤ۔۔ عمران نے کہا۔ وہاں تم کو فائل مل جائے گی دو گھنٹے بعد میں رنگ کروں

گا۔۔ پھر اس نے جواب سننے بغیر فون بند کر دیا تھا۔

درندے کی واپسی، بلیک ہاوس، بلیک پادرا اور مرڈر ایجنٹ

کے بعد اسی سلسلے کا پانچواں ناول ہے

پرورد کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

سیدنا ابوبکر

ساری رات جاگتے گزر گئی تھی۔

فیاض واپس عیلم والے دفتر گیا تھا تاکہ عمران وہاں سے اپنی ٹویٹر حال کر سکے ٹویٹر حاصل کرنے کے بعد وہ سیدھا فلیٹ کی جانب روانہ ہوا تھا جبکہ فیاض نے دفتر کا رخ کیا تھا کیونکہ اسے ابھی رپورٹ لکھنی تھی۔

رحمان صاحب کو بتانا تھا اس کے بعد کہیں جا کر وہ گھر کا رخ کر سکتا تھا فلیٹ کے دروازے پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اندر سے عجیب و غریب آوازیں آنے ہی تھیں۔ عمران کے دیر سے حلقوں میں گردش کر رہے تھے۔

”خندہ نہیں چھوڑوں گا۔“ اندر سے جوزف کی آواز آئی۔
 ”تارکوں کی اولاد میں تیرا قارونہ کال دوں گا۔“ سلیمان چلایا تھا۔
 ”غارودہ کیا ہوتا ہے۔؟“

”اے تجھے اردو نہیں آتی تو بولتا کیوں ہے۔“

”سلیمان کا بچہ باز آ جاؤ ورنہ ہم تمہارا خون پی لیتا گا۔“ جوزف غصیلے ہجے میں کہہ رہا تھا اندر سے سلیمان کا قہقہہ سنائی دیا تھا۔

”اے قارورہ پیاکر۔۔ وہ کہہ رہا تھا۔ بڑے بڑے لیڈا ورہمارے پڑوسی ملک کے صدر اور فلمسٹار تک سیتے ہیں۔“

”کیا ہوتا ہے یہ۔؟“

”وٹامن اے سے زہید تک سب وٹامن اس میں ہوتے ہیں۔“
”لک کے بچے یہ کیا ہوتا ہے۔“ جوزف اپنے مخصوص انداز میں غرایا۔
”قارورہ۔۔۔ قارورہ ہوتا ہے۔“

”اچھا بس اب تم اسے میرے حوالے کر دو۔“
”اے جا کلوٹے اتنی پیاری تو ہے میں اسے تیرے حوالے نہیں کروں گا۔“
”کیوں نہیں کرو گے۔؟“

”بس کہہ جو دیا یہ میری ہو کر رہے گی۔“ سلیمان کی آواز آئی اور عمران کی آنکھیں دیدوں سے نکل پڑنے لگتی تھیں۔

اس کے ذہن میں فوراً ہی کسی لڑکی کا تصور ابھرا تھا۔ کیا یہ لوگ کوئی لڑکی لے آتے ہیں فلیٹ میں۔؟ مگر نہیں اس نے سوچا دونوں میں سے ایک کی بھی اتنی جرات نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر یہ سب کیا تھا اور وہ دونوں کس پر لڑ رہے تھے۔؟

”میں جان سے مار ڈالوں گا تم کو۔“ جوزف غرایا۔ ورنہ اسے میرے حوالے کر دے۔“
”تو جان سے مار دے کو لتار کی اولاد۔“ سلیمان کی آواز آئی۔ یہ میری ہے اور میری ہی ہے

گی سمجھے۔

تو م اپنے لئے کوئی اور تلاش کر ڈالو۔

تو خود اپنے لئے دوسری لے آنا۔

میں کیوں لاؤں۔ جوزف نے کہا۔ یہ میں لایا ہوں اس لئے میری رہے گی تم اپنے لئے دوسری

لے آؤ۔

ایسے بھاگ کھوٹے۔ سلیمان کی آواز آتی تھی وہ جوزف کا منہ کھڑا رہا تھا چند لمحے جوزف کے

غرائے اور پھندکار نے کی آواز آتی رہی پھر وہ دھاڑا تھا۔

اب میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔

پہلے پکڑ کر تو دکھا بیٹا۔ سلیمان کی آواز آتی بس پھر ایسا سا جیسے بھونچال نے عمران کے

فلیٹ میں ڈیرہ ڈال دیا ہو۔

عمران سے اب برداشت نہیں ہو سکا تھا اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا اور وہ کھل گیا شاید

اندر سے بند نہیں تھا عمران اندر داخل ہوا ٹھیک اس وقت جوزف کی جھلک نظر آتی جو دوسرے کمرے

میں جا رہا تھا۔

عمران نے دروازہ بند کیا ٹسکنی چڑھائی اور اس کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں سے اب بھونچال

کی موجودگی محسوس ہو رہی تھی وہ دروازے سے میں جا کر رک گیا اندر کی سچویشن دیکھ کر وہ متحیر رہ گیا۔

پھر اسے ہنسی آئے گی۔ جسے وہ عورت سمجھ رہا تھا وہ بوتل تھی جو سلیمان کے ہاتھ میں تھی اور وہ اسے

لئے کمرے میں ناچتا اور جوزف کو نچا تا پھر رہا تھا دونوں میں سے ایک کی بھی نگاہ اس پر نہیں پڑی

تھی۔

ابے یونہی نچا نچا کر مار ڈالو گا۔ سلیمان صوفے پر سے جھبکائی دیکر دوسرے جانب

چیلانگ لگاتا ہوا بولا۔

”تو مہدی کا بچہ ہاتھ آجاؤ پھر بتائیں گا۔“ جوزف غصیلے لہجے میں بولا۔

”ہاتھ آگیا تو پھر بات ہی کیا رہی۔؟“

”کیسے ہاتھ نہیں آتے گا۔“ جوزف غرایا۔

”تو پھر پکڑ کر دکھا دے۔“

”اے لو۔۔“ دقتاً جوزف نے سلیمان پر جھپٹا مارا بس ایسا ہی لگتا تھا جیسے اس نے اس

بار سلیمان کو پکڑ ہی لیا ہو۔

مگر وہ سلیمان ہی کیا جو جوزف کے ہاتھ آجاتے وہ ایک جھپٹا کے سے آگے بڑھ گیا اور جوزف

صوفے پر اوندھ گیا۔

”اے... اے... اے...“ سلیمان نے کہا۔ بوتل یہاں ہے اور تو وہاں تلاش کر رہا ہے۔“

”تو مہدی کا باپ۔“ جوزف گلا بھاڑ کر دھاڑا تھا۔

”اے گایوں پر اترا آیا ہے۔“

”ہاں ام تو مہدی کو گالی بھی دیں گا۔“

”چل دیتا رہ میرا کیا ہے۔“ سلیمان نے آرام سے صوفے کے ہتھکے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کچھ

آہی رہا ہے جاتو نہیں رہا۔“

”او سلیمان بھاگ چو رہا ہے۔“ جوزف نے سلیمان کے پیروں کے پاس دیکھتے ہوئے خوفزدہ

لہجے میں کہا۔

”اے جا جا... سلیمان نے دیکھے بغیر کہا۔ چوہے سے ڈراتا ہے۔“

”پھر کس سے ڈراؤں۔؟“

”کوئی شیر بھیڑیائے کر آنا۔“

”وہ یہاں کہاں وہ تو فورسیت....“

”بس بس اب انگریزی نہ جھاڑ مجھے پتہ ہے کہ شیر بھیڑیا جنگل میں ہوتا ہے۔“ سلیمان

نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔ کیا خیال ہے کھول لوں اسے۔“

”نہیں نہیں۔“ جوزف جلدی سے بولا۔

”میں تو کھولوں گا۔“ سلیمان نے ضد کی۔

”میں گولی مار دوں گا۔“ جوزف نے ریوا اور نکال لیا۔

”کیا۔؟ ایک لمحے کے لئے سلیمان کی آنکھوں میں تشویش کی جھلک نظر آئی تھی وہ جوزف

کے ہاتھ میں ریوا اور دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

”اب بول بٹیا۔“ جوزف نے کہا۔

”چل چل ہو چکا خوش۔“ سلیمان نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا بولتا۔؟“

”ہاں صحیح بولتا چل ریوا اور مین پر رکھ دے۔“

”وہاٹ۔۔“ جوزف ہنسا۔ بوتل ادھر لاؤ نہ مار دوں گا۔“

”میں کہتا ہوں ریوا اور مین پر رکھ دے ورنہ۔؟“

”ورنہ کیا۔؟“

”ورنہ یہ کہ میں بوتل فرش پر دے ماروں گا۔“ سلیمان نے دھمکی دی اور جوزف کے چہرے

پر ایک رنگ آکر نکل گیا۔

”تو م ایسا نہیں کرنا سکتا۔“ وہ جلدی سے بولا۔

”کیوں نہیں کر سکتا۔“ سلیمان غرایا۔

”ام تم کو گولی مار دینگا۔“

”جب میں بوتل توڑ دوں گا تو مجھے گولی کیسے مارے گا؟ بول۔“

”ہو نہہ۔“ جوزف غرا کر رہ گیا۔

”چل جلدی کر ورنہ میں بوتل توڑ دوں گا۔“ سلیمان نے پھر دھمکی دی۔

”نہیں رکھوں گا ریوا اور۔“ جوزف اکثر کر بولا۔ ”تو توڑ ڈالو بوتل کلک کا بچہ سور کا سن

نہہ۔۔۔۔“

”بس۔“ سلیمان زور سے بولا۔ ”تین تک گنوں گا ریوا اور مینر پر ڈال کر الگ نہیں ہٹا تو

بوتل فرش پر ٹکڑے ٹکڑے پڑی نظر آئے گی۔“

”دھمکی مت دو۔“

”ایک۔۔۔۔“ سلیمان غرایا۔

”کلک کا بچہ ام تو م کو دو بوتل لادے گا۔“

”دو۔۔۔۔“ سلیمان نے اس کی بات نظر انداز کر کے کہا۔

”سلیمان بے دردمان سچ بولتا ہے دوسری لادے گا۔“ جوزف اب خوشامد پر اترا آیا تھا عمران

نے سلیمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیرتے دیکھی تھی۔

”تین۔“ سلیمان نے کہا پھر اس نے بوتل والے ہاتھ کو حرکت دی ہی تھی کہ جوزف نے جلدی

سے ریوا اور مینر پر ڈال دیا اور بولا۔

”لو رکھ دیا۔ اب تو دیدو۔“

”پیچھے ہٹ۔“ سلیمان آگے بڑھتا ہوا بولا پھر جیسے ہی اس نے جھک کر ریوا اور اٹھایا جوزف

نے جھپٹا مارا اور پوئل چھپٹ لی۔ سلیمان اوندرھے منہ گرا تھا۔ یو اور بھی اس کے ہاتھ... نہیں رگاتھا۔
اب بول نک کا پچہ۔ جوزف نے یو اور کی ناں سلیمان کی کمر سے رگاتے ہوتے خونخوار
لجے میں کہا۔

وہ جوزف پپ... پیارے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ سلیمان نے کپکپاتے ہوتے لجے
میں کہا۔

اب کانپ رہا ہے۔ جوزف غرایا۔ وہ اگر مکر کہاں گئی؟
بس ایسے ہی جوزف پیارے کبھی کبھی تم کو چھڑنے میں مزا آتا ہے نا۔؟
اب میں مزرا لوں گا۔ جوزف غرایا۔ چلو ایک ہزار ڈنڈ بٹھکیں رگا۔
مم... مر جاؤں گا پیارے۔

مارنے ہی کے لئے تو کہہ رہا ہوں۔ جوزف نے غصیلے لجے میں کہا۔
ہاتے رہا کہاں پھنس گیا۔ سلیمان پٹر پٹر آیا۔

یہ تو کس کو بللا رہا ہے۔؟
اپنے رب کو یعنی تیرے گاڈ کو۔

بس بس اب وہ تیری نہیں میری سنتے گا۔

الے وہ سب کا رب ہے سب کا گاڈ ہے۔

ہوگا اس وقت تو وہ میری طرف دیکھ رہا ہے۔

نہیں میری طرف دیکھ رہا ہے۔ جوزف نے اسے باتوں میں رگانا چاہا۔

بس بس سمجھ گیا۔ جوزف نے کہا۔ چل بٹھکیں رگا۔

کوئی اور صورت دوستی کی نہیں ہے پیارے۔

”نہیں۔“ جوزف نے انکار میں سر ہلادیا۔ چل شروع ہو جا۔“

”ہاتے۔“ سلیمان نے دو ٹھیکیں رگائے کے بعد کہا۔

”ابے کاؤنٹ بھی کرتا جا۔“

”ابے مجھے اکاؤنٹ سمجھا ہے کیا۔؟ سلیمان جھلا گیا۔

”تو م کو گنتی نہیں آتا۔؟“

”ہاں نہیں آتی پہلے اپنا اردو سرو تو ٹھیک کر۔“

”اچھا شروع ہو جا اور دس دس کر کے گن۔“

”ہاتے۔“ سلیمان نے ٹھیک رگاتی اور بولا۔ چار۔۔۔ پانچ۔۔۔ آٹھ۔۔۔ دس۔۔۔

ہاتے۔۔۔ بیس۔۔۔ ہاتے تیس۔۔۔ ہاتے اماں۔۔۔ پچاس۔۔۔“

”اے اے۔۔۔ ٹھہرو۔“ جوزف غرا کر بولا۔

”ابے اب کیا ہے۔؟ سلیمان کراہ کر بولا۔

”یہ تم کیسے گن رہے ہو۔؟“

”جیسے آتا ہے ویسے ہی گن رہا ہوں۔“

”یہ دس کے بعد گیارہ آتا ہے یا بیس۔؟“

”ہمارے ہاں بیس اور اس کے بعد تیس آتا ہے تمہارے ہاں بیس سے پہلے تیس آجاتا

ہوگا۔“ سلیمان نے کمر پکڑتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تم ٹھیک رگاؤ کاؤنٹ ام کریگا۔“

”ابے۔۔۔ بب یاس۔“ سلیمان نے اچانک عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”الومت بنا لے۔“ جوزف نے کہتے ہوئے دروازے کی جانب دیکھا اور وہاں

عمران کو دیکھ کر بوکھلا گیا۔

”یہ سب کیا ہو رہا تھا بے۔؟“ عمران دونوں کو گھورتے ہوئے بولا۔

”وہ... بب باس سلیمان کا بچہ...“

”ہاں کہہ دے شراب میں پی رہا تھا۔“ سلیمان تڑپ سے بولا۔

”نہیں باس اس نے میری بوتل چھپا دی سن... نہیں... مم... میرا...“

مطلب ہے چھین لی تھی۔“

”ابے یہ آئی کہاں سے۔؟“ عمران غرایا۔

”وہ باس... بس آگئی۔“ جوزف بوکھلا کر بولا۔

”تجھے معلوم ہے ناکہ ملک بھر میں شراب بند ہے۔؟“ عمران غرایا۔

”یس باس۔“ جوزف نے منہ لٹکالیا۔

”سلیمان۔“ عمران نے سلیمان سے کہا۔ بوتل اس کے ہاتھ سے لے اور نالی میں بہا دے۔“

”اچھا صاحب۔“ سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ٹبرھ کر جوزف سے بوتل لے لی۔

”مم... مم... مر جاؤں گا باس۔“ جوزف گھگھکیا۔

”اچھا ہے اس کے بعد جب تو پیدا ہوگا تو مکمل مرد ہوگا۔“

”بب... باس۔“ جوزف جلدی سے بولا۔ میں اب بھی مرد ہوں۔“

”کیسا مرد ہے ایک نشہ نہیں چھوڑ سکتا۔“

”آہستہ آہستہ ہی چھوٹے گا باس۔“ بڑی نامراد چیز ہے۔“

”اچھا بس جا اور جا کر کافی لے آ۔“

”کافی۔؟“ جوزف نے سرد آہ بھری۔ باس سلیمان کو آواز دے گا۔“

”اے یہی مطلب تھا ورنہ مجھے معلوم ہے تو باورچی نہیں سرکنڈوں کی کوئی سرخ پیلی روح ہے۔“
 ”ہولی قاد۔ جو زف سینے پر کر اس بناتے ہوئے بولا۔ کیسی باتیں کر رہے ہو یا س۔“
 ”اچھا بس رات بھر کا جاگا ہوا ہوں سونے دے مجھے۔“

۱۰ اور پاس وہ کافی ہے

تو پی لیتو۔۔۔ عمان نے کہا اور خواب گاہ میں گھس گیا لیکن ابھی اسے لیٹے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ سلیمان کی آواز پر وہ جاگ اٹھا۔
کیا ہے۔۔۔ وہ غرایا۔

”وہ ایکسٹونجیج رہا ہے.... تن نہیں صاحب فون کا ایکسٹو.... لا حول ولا قوۃ صاحب۔“

”کیا۔؟ عمران نے آنکھیں نکالیں۔ صاحب لا حول ولا قوۃ۔؟“

”وہ صاحب فون والے ایکسٹو کی گھنٹی بج رہی ہے۔۔۔ سلیمان نے جلدی سے کہا۔

عمران کی غراہٹ نے اسے بوکھلا دیا تھا اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اس وقت وہ غلط سلط بول

”ہو نہہ۔“ عمران نے پھاڑ کھائے والے انداز میں سلیمان کو گھورا پھر بولا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جوزف کی بجائے تو نے پی لی ہے۔“

”نہیں صاحب قسم لے بیٹے جو ایک بونڈی حکمی ہو۔“

ابے پھر یہ غلط سلط کیوں بول رہا ہے۔ یہ عمران دھاڑا۔ فون والا اکیٹو کیا ہوتا ہے۔؟
 ”لال... لال... لا حولی...“ سلیمان نے منہ پیٹتے ہوئے لا حول پڑھی۔ وہ صاحب اکیٹو
 والے فون کی گھنٹی دوبارہ بولی ہے۔

، اچھا چل۔ ”عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور دیکھ جلدی سے کافی لے آ۔ ادھر ہی۔“

”ابھی لایا صاحب۔“ سلیمان نے جان بچتی دیکھی تو عمران سے پہلے کمرے سے نکل گیا۔ عمران اس کمرے میں آیا جہاں فون تھے۔ اس نے اکیسٹو والے فون کا ریسپونڈ کر اٹھالیا۔
 ”ہیلو اکیسٹو۔“ اس کے حلق سے بھراتی ہوئی آواز نکلی۔
 ”یس سر۔“ جو لیا بول رہی ہو جناب۔“

”ہاں کیا رپورٹ ہے بولو۔؟“

”صفدر اور خاور نے مورگن اور نائلہ کی نگرانی کی اور ان کی رہائش گاہ کا پتہ چلا لیا ہے جناب۔ وہ دونوں حسن اسکو امر کے فلیٹ نمبر چوبیس میں مقیم ہیں ان کے ساتھ ایک بوڑھی عورت بھی رہتی ہے اس پیرس وائوں کو کہنا ہے کہ نائلہ اور مورگن میاں بیوی ہیں اور ایک ڈیڑھ سال قبل دونوں نے اسی فلیٹ میں شادی کی تھی۔“

”مورگن کا حدود دار بوجہ کیا ہے۔؟“

”اس سے پہلے وہ پیلینیر کالونی میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتا تھا شادی کے بعد وہ نائلہ کے فلیٹ ہی میں آگیا تھا۔“

”عورت کے شوہر کے بارے میں معلوم کیا۔؟“

”جی ہاں جناب۔ صفدر نے پوری معلومات کی ہیں بوڑھی عورت نائلہ کی ماں ہے اور اس کے شوہر نے آٹھ نو سال قبل اسے طلاق دیدی تھی شوہر کا نام علیم الدین معلوم ہوا ہے۔“ جو لیا نے بتایا۔

”یہ کس طرح سے معلوم ہوا۔؟“

”صفدر نے حسن اسکو امر کے نکاح خواہ کارہیٹر دیکھا تھا جناب اس میں نائلہ کے باپ کی

حیثیت سے علیم الدین کا نام درج ہے۔“

ویری گڈ۔ عمران نے حیثیت اکیٹو کہا۔ صند بہت ذہین ہے جولی۔
جی ہاں جناب ٹیم کا سب سے ذہین ممبر صند ہے ہمیں اس پر فخر ہے جناب۔
تمہارے کام کا کیا ہوا؟

میں نے فائل اچھی طرح دیکھی ہے جناب دس سال قبل کا ایک واقعہ ہے جس میں لطیف جعلی کرنسی
چلانے کے الزام میں گرفتار ہوا تھا مگر الزام ثابت نہیں ہوا اس لئے رہا کر دیا گیا تھا البتہ مورگن چھ سال
قبل دس ہزار کی جعلی کرنسی کے ساتھ پکڑا گیا تھا اور اسے چھ سال کی سزا ہو گئی تھی۔
کرنسی حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا تھا مورگن نے۔

جی ہاں اس کا کہنا یہ تھا کہ یہ گڈی اسے سٹرک پر پڑی ملی تھی ایک بینک کے فٹ پاتھ کے
قریب کی اس نے نشاندہی کی تھی۔

گویا اس نے جھوٹ بول کر اصل ذریعہ چھپایا تھا۔

یہی سوچا جاسکتا ہے جناب۔

علیم کا اس سے کیا تعلق تھا؟

پوری فائل میں علیم کا کوئی ذکر نہیں ہے جناب اس لئے دونوں کا تعلق معلوم نہیں ہو سکا۔
دوسرے کام کیا رہا؟

تنویر نعمانی اور چوہان کو میں نے کام پر لگایا تھا جناب اور تینوں کی تصویریں بھی ان کو دے
دی تھیں شہر کے پانچ غیر معروف ہوٹلوں اور دو موٹیل اور ایک ساحلی ہسٹ سے اس بات کی تصدیق
ہو گئی ہے نائلہ لطیف اور علیم الدین کے ساتھ مختلف اوقات میں وہاں نہ صرف جاتی رہی ہے بلکہ اس
نے ان کے ساتھ وہاں راتیں بھی گزاری ہیں۔

کسی معروف ہوٹل میں سرخ نہیں ملا؟

نہیں جناب عالی۔ جو لیلے کہا۔ شہر کے کسی معروف ہوٹل میں نائلہ ان دونوں کے ساتھ کبھی نہیں دیکھی گئی البتہ ایک ہوٹل والے نے اس کے بارے میں بتایا کہ وہ ایک مرد کے ساتھ وہاں آتی رہی ہے مگر وہ علیم اور لطیف نہیں ہو سکتے۔

”اس مرد کا حلیہ۔؟ عمران نے پوچھا اور جو لیلے نے حلیہ بتانا شروع کیا اور عمران چونک پڑا جو حلیہ بتایا گیا تھا وہ نازن کا تھا وہی جس نے علیم کو قتل کیا تھا۔“
ایک بات سمجھ میں نہیں آئی جناب۔ جو لیلے پوچھا۔
”وہ کیا جولی۔؟“

”اگر نائلہ علیم الدین کی بیٹی ہے تو اس کا علیم کے ساتھ راتیں گزارنا سمجھ میں نہیں آیا جناب کوئی بیٹی اتنا بے غیرت نہیں ہو سکتی۔“

”وہ علیم کی بیٹی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔ جب علیم نے اس سے شادی کی تھی تو اس وقت اس کی عمر شاید دس بارہ سال کی رہی ہوگی۔“

”اوہ۔“ جولیا کی طویل سانس سنائی دی پھر وہ بولی۔ اب میں سمجھ گئی جناب ظاہر ہے وہ اس کا خون نہیں ہے تو وہ اس سے شادی بھی کر سکتا ہے۔“
”چھوڑو اس مسئلے کو۔“ عمران نے کہا۔

”بہتر جناب۔“

”اب وہ دونوں کہاں ہیں۔؟“

”آپ کا اشارہ مورگن اور نائلہ کی جانب ہے باس تو وہ اس وقت حسن اسکوآٹر کے اسی

فلپٹ میں موجود ہیں اور صفدر اور خاور نگرانی کر رہے ہیں۔“

”ویری گڈ۔“ عمران نے کہا۔ اب صفدر اور خاور کے علاوہ سب کی چھٹی۔“

۔ صفر اور خادر کو آپ کو براہ راست رپورٹ دینے کے لئے کہہ دوں۔؟
 کوئی ضرورت نہیں۔ عمران نے کہا۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا کیونکہ
 کیس اب صاف ہو چکا ہے اور صرف مجرموں کو پکڑنا ہے۔
 بہتر جناب عالی۔ جو بیانیہ کہا اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا اب وہ بڑی تیزی سے لباس
 بدل رہا تھا ذہن بھاری بھاری لگ رہا تھا مگر ضروری ہو گیا تھا کہ وہ اسی مرحلے پر کیس کا خاتمہ کر دے۔

سیف الملک بھائی
 محمد عابد - طبعی

سینکھو ایلموکر

۔ مہیو فیاض بول رہا ہوں ۔
 ۔ عمران ۔ عمران نے ریسپور میں کہا ۔ اس وقت وہ ٹاور پلانز کے پاس ایک پبلک فون بوتھ سے
 فیاض کو فون کر رہا تھا ۔
 ۔ ہاں کیا بات ہے ۔ فیاض نے پوچھا ۔ بس میں اٹھتے ہی والا تھا ۔
 ۔ مجرم پکڑنے میں ۔؟
 ۔ کیا ۔؟ فیاض کی حیرت زدہ آواز آئی ۔
 ۔ ہاں جلدی بولو ۔
 ۔ تم مذاق تو نہیں کر رہے عمران ۔؟ فیاض کا پوجہ حیرت آمیز تھا ۔
 ۔ جھوٹے کام کی لالہ ۔
 ۔ بولو کیا کرنا ہے ۔؟

”اپنے چار چھ آدمی بھیج کر مورگن اور نائیکو گر قتلہ کر دو۔“
 ”بغیر ثبوت کے۔؟“

”وہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔“ عمران نے کہا۔ فوری طور پر وارنٹ حاصل کر دو اور ان دونوں کو گر قتلہ کر کے علیم الدین کے آفس لے آؤ۔“

۔ عمران مروامت دینا۔“

۔ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے۔؟

”اسی لئے تو اعتبار کر رہا ہوں۔“

”دوسرے کام یہ کرنا ہے کہ لطیف کی رہائش گاہ کا سختی سے محاصرہ کر لو اور وہاں سے نہ صرف فون لائن کٹو اور بلکہ عملے کے سارے افراد کو گر قتلہ کر دو۔“

”ان کا اس کیس سے کیا تعلق۔؟“

”یہ صرف قتل ہی کا معاملہ نہیں ہے پیارے۔“

”پھر۔؟ فیاض کی آواز میں حیرت تھی۔“

”کیا تمہارے پاس جعلی کرنسی کا کوئی کیس نہیں ہے۔؟“

”ہے کئی ہیں۔“ فیاض کی یہ خوش آواز آئی۔ تو کیا یہ جعلی کرنسی کا معاملہ ہے۔؟

”ہاں۔ تمہارے ریکارڈ میں بھی ہو گا۔ مورگن ایک بار دس ہزار کی جعلی کرنسی کے الزام میں

پکڑا گیا تھا اور پھر تمہیں بھی تو ان لوگوں پر اسی بات کا شبہ تھا نا۔“

۔ مورگن کب پکڑا گیا تھا۔؟

۔ چھ سال قبل۔“

”جیو پیارے۔“ فیاض نے خوش ہو کر کہا۔ تو کیا میں ان دونوں کو پکڑ لوں۔؟

”ہاں اور یہ کبھی علم میں رہے کہ وہ پراسرار لڑکی نائلہ ہی ہے جس پر دونوں کا جھگڑا ہوا تھا۔“ عمران

نے کہا۔

”مائی گاڑ۔“ فیاض کی آواز آئی۔

”اور نائلہ مورگن کی بیوی ہے۔“

”عمران کیا تم نے طلسم سامری دریافت کر لیا ہے۔“

”میری کھوپڑی طلسم سامری سے کم نہیں ہے سو پیر۔“

”آج تم حیرت انگیز باتیں کر رہے ہو۔“

”اسے انکشاف کرنا کہتے ہیں مائی ڈیئر۔“

”اچھا خیر یہ تباؤ میں انھیں کہاں پاسکتا ہوں۔؟“

”تم نے ان دونوں کا پتہ نہیں نوٹ کیا تھا۔؟“

”خیال نہیں رہا۔“ فیاض نے کہا۔ پھر یہ شبہ بھی نہیں تھا کہ وہی اصل مجرم ہوگی۔“

”وہ حسن اسکو اتر کے فلیٹ نمبر چوبیس میں ملیں گے وہاں اس کی ماں بھی ہوگی اسے بھی ساتھ

لانا ہے۔“

”اس کا اس معاملے سے کیا تعلق۔؟“

”بہت بڑا تعلق ہے اسے لانا ضروری ہے۔“

”ٹھیک ہے یہ سب ہو جاتے گا۔“ عمران۔ ”مگر یہ تباؤ تمہیں ان سب باتوں کا چند گھنٹوں میں

کیسے علم ہو گیا۔؟“

”مجھے الہام ہوتا ہے پیارے۔“

”نہیں مجھے تباؤ۔“ فیاض نے کہا۔ ”بعض اوقات میں جیلن رہ جاتا ہوں۔“

”فیاض پیار سے تمہیں آم کھانے سے مطلب ہے یا پیٹر گننے سے۔“
 چلو پھر سہی۔ ”فیاض نے کہا۔ میں ان لوگوں کو لے کر علیم کے آفس پہنچ رہا ہوں۔“
 کتنی دیر لگے گی۔؟
 دو گھنٹے تو لگ ہی جاتیں گے۔“

”ٹھیک ہے میں وہیں ملوں گا۔“ عمران نے کہا تھا پھر رابطہ منقطع کیا اور بوتھ سے نکل آیا اب اس کے پاس دو گھنٹے تھے اور دو گھنٹے میں وہ ایک دو کام اور کرنا چاہتا تھا اس نے ٹوٹیر کارخ جو یا کے فلیٹ کی جانب کر دیا تھا۔

اسے نائلہ کی ایک تصویر درکار تھی اور اس وقت اس کی تصویر جو یا سے مل سکتی تھی کیونکہ اس نے نائلہ وغیرہ کی تصویریں تنویر نعمانی وغیرہ کو فراہم کی تھیں اس لئے اسے امید تھی کہ کوئی ایک آدھ کاپی جو یا کے پاس ضرور ہوگی۔ ڈور بیل کے جواب میں جو یا نے ہمارے دروازہ کھولا تھا اسے دیکھتے ہی تیوری پر بلب ڈال کر بولی۔

”تم... کیوں آتے ہو یہاں۔؟“

”ہر طرف سے دھسکارہ ہوا انسان اسی طرف جاتا ہے جہاں اسے سر چھپانے کا آسرا ہو۔“

عمران نے انتہائی مایوس لہجے میں کہا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو۔؟“

”یہی کہ اب مجھے سب نے ٹھکرا دیا ہے سوچا خود کشی کرنے سے پہلے تم سے بھی ملاقات کروں

اور کہا شامعاف کراؤں۔“

”تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔“ جو یا نے بے اعتباری سے کہا۔

”خدا کی کاموں میں میں دخل نہیں دے سکتا۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

جو چیز خدا نے بنادی ہے اس میں اضافہ ممکن نہیں۔

کیا۔؟ جو لیا کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

”جینومت ورنہ میں جوتے اتار لوں گا۔“

”عمران۔“ جو لیا غرائی تھی۔ تم جوتے اتار کر لیا کر دو گے۔“

”ب۔۔۔ بغل میں دبا کر ایسا بھاگوں گا کہ تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گا۔“

”اوہ۔“ جو لیا کی آنکھوں میں الجھن نظر آرہی تھی گویا وہ سوچ رہی تھی کہ عمران کو اندازہ

آنے دے یا ٹر خادے۔“

”بھپ۔۔۔ پھر جاقول۔؟ عمران نے پوچھا۔“

”اندر آؤ مگر یاد رکھو کوئی بد تمیزی کی تو مار بیٹھیوں گی۔“

”نہیں کروں گا۔“ عمران نے خلوص سے کہا۔ اگر کروں تو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ مار بیٹھنا۔“

”ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے۔“ جو لیا نے دروازہ بند کر کے اس کے سامنے ایک صوفے پر

بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”خودکشی کرنا چاہتا ہوں اور تمہاری مدد کا طلب گار ہوں۔“

”کیا مطلب۔؟ جو لیا نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں پوچھا۔“

”وہ مت۔۔۔ تصویر نم۔۔۔ مجھے دیدو۔“

”کون سی تصویر۔؟“

”میری حیدر قیب جو سفید کودی ہے۔“

”میں سمجھی نہیں صاف صاف کہو۔“ جو لیا نے حیرت سے کہا۔

”وہی کاملہ خاتون والی تصویر۔“

”تمہارا مطلب تاملہ کی تصویر سے ہے۔“

”ہاں ہاں وہی۔ ایک مجھے بھی دید و خدا تمہارا بھلا کرے گا۔“

”تم کیا کرو گے اس کا۔؟“

”اسے ہاتھ میں لیکر پانی میں کود کر خوش خطی کروں گا۔“

”خود کشی۔“ جو بیانیہ تصریح کی۔ کیا تم بھی کیس پر کام کر رہے ہو۔؟

”نہیں تو کیا تمہارا چہا کر رہا ہے۔“

”ہو نہہ۔“ جو بیانیہ مضحکہ اڑایا۔ کب سے شروع کیا ہے کیس پر کام۔؟

”ابھی آج ہی سے۔“

”ہو نہہ۔“ جو بیا پھر نہی۔ ”اکیٹھو کیس ختم کر چکا اور تم اب کام شروع کر رہے ہو۔“

”یہ نہیں ہو سکتا۔“ عمران جھلا کر بولا۔

”کیا نہیں ہو سکتا۔؟“

”یہ ہی کلیرے بغیر اکیٹھو کیس حل کر ڈالے۔“

”وہ تمہارا محتاج تو نہیں ہے۔“

”کیسے نہیں ہے۔“ عمران بگڑ کر بولا۔ آج تک سارے کیس میں نے حل کئے ہیں۔“

”پھر تو اکیٹھو بھی تم ہی ہو گے کیوں۔؟ جو بیانیہ پوچھا بوجھ طنز یہ تھا۔

”ہاں کام کی حد تک میں ہوں اور نام کی حد تک وہ پر وہ نشین خاتون ہے۔“

”اچھا بس دماغ نہ چاٹو چلتے پھرتے نظر آؤ۔“

”جائے کا سوال ہے۔“

”ابھی تو تم تصویر مانگ رہے تھے۔“ جو بیانیہ آنکھیں نکالیں۔

ہاں تصویر ہی کے لئے چاتے کی ضرورت ہے۔، عمران نے کہا۔ بغیر چاتے کے میں تصویر کو کیسے نگل سکتا ہوں۔،

”کچھ نہیں ملے گا بھاگ جاؤ۔، جو یا غراتی مگر وہ عمران ہی کیا جو بات مان جائے وہ اس طرح پسرا کر جو یا کو چاتے بلانی ہی پڑی پھر تصویر لیکر ہی وہ وہاں سے نکلا تھا ان حماقت مایوں میں ٹیڑھ گھنٹہ ضائع ہو گیا تھا لہذا وہ فوراً ہی چل پڑا رخ ایک شبینہ کلب کی جانب تھا۔ جس وقت وہ وہاں پہنچا تو وہ ٹیڑھ صفاقی میں مشغول تھے۔

اسے دیکھ کر ایک آدمی جو کہ صورت اور پہناوے سے منیجر لگتا تھا آگے بڑھا اور عمران کو ٹوکتے ہوئے بولا۔

”سر... کلب شام کو کھلے گا۔“

”تم منیجر ہو۔؟ عمران نے اس سے پوچھا تو حکمانہ تھا۔

”جی ہاں کوئی خدمت۔؟ وہ عمران کے طرزِ خطاب پر چونکا تھا اور اسے کوئی پولیس کا آدمی سمجھا تھا عمران نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا وقت کم تھا اور وہ اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بیلر کارڈ۔، عمران نے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا جس پر انسپکٹر کا عمران کے انقلاط چھپے ہوئے تھے پھر بولا نارمن کو جانتے ہو۔؟

”جی ہاں وہ ہمارا ملازم ہے۔“ منیجر نے کہا۔ کیا ہوا اس نے کوئی جرم کیا ہے کیا۔؟
نارمن کے ساتھ اس لڑکی کو کبھی دیکھا ہے۔؟ عمران نے نائکہ کی تصویر اس کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔

”معاف کیا ہے جناب۔“ منیجر نے تصویر لیتے ہوئے کہا۔ جی ہاں یہ لڑکی ان دنوں نارمن کے ساتھ دیکھی جا رہی تھی۔“

ایک قتل کا معاملہ ہے۔

کیا۔ کیا نارمن نے اسے قتل کر دیا ہے۔ منیجر نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں بلکہ خود نارمن کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔“

کب۔ منیجر نے حیرت سے پوچھا۔

گزشتہ رات کی بات ہے۔ عمران نے کہا۔ کیا تم کو یقین ہے کہ یہی لڑکی نارمن کے ساتھ

رکھی جا رہی تھی۔

جی ہاں۔ اور نارمن نے بتایا تھا کہ وہ بیس ہزار کے عیوض اس سے کوئی کام کرانا چاہتی ہے

اور ساتھ ہی اپنا صمیم بھی پیش کر رہی ہے۔

کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا کام کرتا تھا۔

جی ہاں وہ پیشہ ور قاتل تھا۔

پھر بھی تم نے اسے ملازم رکھا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”صرف رعب ڈالنے کے لئے جناب ورنہ کلب کی حدود میں وہ کبھی قانون شکنی کا مرتکب

نہیں ہوا اس لڑکی کو بھی اس کے آتے ہی لیکر چلا جاتا تھا اور اگر اس کے ساتھ رات گزارنی ہو تو اس کے لئے بھی دوسرا ہٹل دیکھتا تھا۔“

ہونہ۔ عمران نے سر ہلادیا۔ تمہیں گواہی کے لئے بلایا جائے گا جناب بتایا ہے اتنا ہی

بیان دے دینا اسی میں تمہاری بھلائی اور نجات ہے۔

مین کالون کا احترام کروں گا جناب۔ منیجر نے کہا اور عمران وہاں سے نکل آیا پھر اس نے

نائلہ کے فلیٹ کی تلاشی لے کر کچھ کاغذات حاصل کئے تھے۔ دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اسے امید تھی کہ

فیاض علیم کے آفس پینچ گیا ہو گا تو قے پوری ہوتی فیاض بمعہ نائلہ اس کی ماں اور مورگن کے

وہاں موجود تھا۔

”میں اپنے وکیل کو فون کروں گی۔“ نائلہ پگڑتے ہوتے قیامت سے کہہ رہی تھی۔
 ”کس سلسلے میں بے بی۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ آفس میں پولیس موجود
 تھی مگر کسی نے اس سے تعرض نہیں کیا تھا۔

”ہمیں کیوں پکڑا گیا ہے۔“ نائلہ نے غرا کر پوچھا۔

”قتل کی سازش کرنے کے جرم میں۔“

”میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔“ نائلہ تیزی سے بولی۔

”میں نے کب قتل کا الزام لگایا ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ میں نے کہا تھا تمہیں

قتل کی سازش کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔“

”کس کے قتل کی؟“

”اپنے سوتیلے باپ کے قتل کی۔“ عمران کے اس جملے پر نہ صرف نائلہ مودگن اور نائلہ کی ماں

چونکے تھے بلکہ خود فیاض بھی چونک پڑا تھا۔

”وہ میرا باپ نہیں تھا۔“ نائلہ غراتی۔

”ہاں ٹھیک ہے وہ تمہارا باپ نہیں تھا اگر ہوتا تو تم اس کے پیلو میں راتیں نہیں گزارتیں۔“

”کیا؟“ نائلہ کی ماں چونک پڑی۔ کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے نائلہ؟

”نائلہ سے نہیں مجھ سے پوچھو۔“ عمران نے کہا۔ نائلہ علیم اور لطیف دونوں کی داشتہ بنی

ہوئی تھی اور اسی کی وجہ سے دونوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا حالانکہ دونوں میں سے ایک بھی نہیں

بیانتا تھا کہ نائلہ دونوں ہی کو بے وقوف بنا رہی ہے۔“

”میں نہیں جانتی تم کیا کہہ رہے ہو۔“ نائلہ نے لاپرواہی سے کہا۔

ابھی جان لو گی۔،، عمران نے کہا۔ تم نے یہاں جب تو کرای کی تھی تو کیا جذبہ تمہارے دل میں تھا میں نہیں جانتا لیکن یہاں رہ کر جب تم کو علم ہوا کہ لطیف اور علیم کا دونوں کا مشترکہ بزنس جعلی کرنسی چھاپنا اور اسے کاٹیکس کی آڑ میں بیرون ملک بھیج دیتا ہے تو اس ... سازش نے تمہارے ذہن میں جنم لیا تم نے سوچا کہ کیوں نہ دونوں کو قتل کر کے اس کاروبار پر قبضہ کر لیا جاتے۔ سارا کاروبار مقامی طور پر چند کارکنوں کے ہاتھ میں تھا اور ان پر مورگن نگران تھا لہذا تم نے فوراً ہی مورگن پر دوسرے ڈالے اور اس سے شادی رچالی۔

اس کے بعد تم نے شاید مورگن کے سامنے ان دونوں کو قتل کر کے کاروبار پر قبضہ کرنے کا منصوبہ رکھا اور اسے راضی کر لیا منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے تم نے علیم اور لطیف پر دوسرے ڈالے تم ان کی داشتہ بن گئیں اور دونوں میں اختلاف پیدا کر دیا تاکہ ایک ایک کر کے ٹھکانے لگالے میں آسانی ہو۔

سب سے پہلے تم نے علیم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے پیشے ور قاتل نارمن کو بیس ہزار روپے اور خیم کی رشوت دیکر راضی کیا اور اسے سامنے والی بلڈنگ سے علیم کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے ایسا ہی کیا مگر وہ اس بات سے ناواقف تھا کہ موت اس کے سر پر کھیل رہی ہے ادھر وہ علیم کو قتل کر کے فارغ ہوا ادھر دوسری گولی سے مورگن نے اسے ہلاک کر دیا۔ یہ چھوٹ ہے۔،، مورگن چلایا۔

فیاض بلربلر کے کمرے کی تلاشی لو مجھے یقین ہے کہ مورگن ابھی تک وہ راتقل کمرے سے نہیں ہٹا سکا ہوگا جس سے نارمن کو قتل کیا ہے اور اس پر اس کی انگلیوں کے نشانات بھی مل جاتیں گے۔،، فیاض نے فوراً ہی ایک اسپیکر کو تلاشی لینے بھیج دیا تھا۔

،، لطیف کی طرف آجاؤ۔،، عمران نے کہا۔ تاملہ علیم اور نارمن کے ہلاک ہوتے ہی لطیف

کی جانب روانہ ہو گئی تھی اس نے لطیف کو پٹی پٹرہائی تھی کہ اگر وہ کاسمیٹکس فیکٹری اس کے نام کر دے تو وہ علیم کو راہ سے ہٹوا دے گی تاکہ جعلی کرسنی کا سارا کاروبار اس کا ہو جاتے اور لطیف نے ایسے کاغذات تیار کر کے ان پر دستخط کر دیتے تھے جن کی روح سے کاسمیٹکس فیکٹری اور اس سے متعلقہ تمام چیزوں کی مالک نانالہ بن جاتی لطیف کے پاس پہنچ کر غالباً اس نے علیم کے قتل کی خبر سنا کر لطیف سے اپنے نام کے کاغذات حاصل کئے تھے اور اس کے بعد اسے گولی مار دی تھی۔

یہ الزام ہے کسٹن فیاض۔ نانالہ غرائی۔ تم لوگوں کے پاس ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میں نے یہ سب کیا ہے؟

”یہ رہے کاغذات جو میں نے تمہارے فلیٹ سے حاصل کئے ہیں۔ عمران نے حسن اسکوٹر کے نانالہ کے فلیٹ سے حاصل کر دہ کاغذات جیب سے نکال فیاض کو دیتے ہوئے کہا اور دوسرا ثبوت یہ سگریٹ ہے جو مجھے لطیف کی مینر پر رکھی ایشن ٹرے سے ملا تھا اس پر تمہارے ہونٹوں پر لگی ہوئی لب اسٹک کے داغ موجود ہیں اور اس کا پکیٹ اور لب اسٹک تمہارے پیرس سے مل جاتے گی اس کے علاوہ وہ ریواور بھی تمہارے پیرس میں یقینی طور پر ہوگا جس سے لطیف کو قتل کیا گیا ہے۔ ویسے لطیف کے کمرے سے تمہارے فنگر پرنٹس بھی فیاض کو ملے ہوں گے۔“

جواباً نانالہ نے جھپٹ کر پیرس کھول کر ریواور نکالنا چاہا تھا مگر فیاض جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا اس نے ہاتھ مار کر پیرس گر دیا اور اس پر اپنا پیر رکھ دیا۔ نانالہ نے دروازے کی طرف جست لگائی تھی۔

مگر عمران نے اس کے ہاں پکڑ کر جھکا دیا اور وہ کراہتی ہوئی فیاض کے پیروں کے پاس آگری۔

”ایک دور مار راتفل ملی ہے جناب۔۔ اس ہی اسپیکر نے کمرے میں آکر کہا جس کو
فیاض نے تلاشی لینے کے لئے بھیجا تھا۔ اس سے حال ہی میں کوئی چلائی گئی ہے۔ کارتوس نال میں
موجود ہے۔“

”گٹ۔“

عمران نے کہا پھر بولا۔
”اب تم نائلہ کے خاموش ریوالور اور راتفل کی گولیوں کا لطیف اور نارمن کے جسم
سے نکلنے والی گولیوں سے موازنہ کر لو ثبوت مل جاتے گا اور ہاں راتفل پر سے فنگر پرنٹس
آلات نامت بھولنا۔“

”اب کیا کہتے ہو۔؟ فیاض نے مورگن سے پوچھا۔

”کہنے کے لئے اب رہا ہی کیا ہے۔“

مورگن نے کہا۔

اس کا بوجہ مایوسی میں ڈوبا ہوا تھا پھر اس نے سب باتوں کا اقرار کر لیا اور عمران کے
اندازوں کی تصدیق کر دی کہ نائلہ نے پورے کاروبار پر قبضہ کرنے کی سازش بنائی
تھی۔

مورگن کو اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ علیم الدین سے انتقام لے رہی ہے۔ مورگن
کی تشاہد ہی پر لطیف کے آفس کے تہہ خانے سے لاکھوں روپے کی جعلی کرنسی اور کرنسی چھاپنے
کی مشینیں اور دوسرا سامان برآمد کر لیا گیا تھا۔

نائلہ نے چپ سادھ لی تھی اور فیاض بہت خوش تھا۔ اور عمران۔۔۔۔۔ اس

کے چہرے پر جاقوٹ کے ڈونگرے ہی برس رہے تھے۔
 اور وہ فیاض سے کہہ رہا تھا کہ وہ سکریٹیریاں رکھنے کے بجائے ایک شادی
 اور کر ڈالے۔!

”ختم شد“

درندے کی واپسی، بلیک ہاوس، بلیک پاور اور مرڈر ایکٹیٹ
 کے بعد اسی سلسلے کا پانچواں ناول

پیرمور کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

ایس قریشی کی عمران سیریز

نئے ناولوں کا شائع ہو گئے ہیں

قاتل مرموز

مصنف :- ایس قریشی :-

حادثوں کے شکار

مصنف :- ایس قریشی :-

برآمدی

مصنف :- ایس قریشی :-

دولت کے پجاری

مصنف :- ایس قریشی :-

عمر آٹھ کے شاہکار ناول

آفسٹ کی لکھائی چھپائی، حسین ترین سرورق، آج ہی اپنے آرڈر روانہ کیجئے

نور محمد پبلشرز، لاہور

ایوٹ اکیڈمی

لیاقت آباد - کراچی ۱۹

ایس قریشی کی عمران سیریز

جلد شائع ہو رہے ہیں

موتِ سبائیہ

مصنف :- ایس قریشی :-

شعلے کا شکار

مصنف :- ایس قریشی :-

ایک سو کا ہنگامہ

مصنف :- ایس قریشی :-

نیلا شعلہ

مصنف :- ایس قریشی :-

عمرِ نوح شاہکار ناول

آفسٹ کی لکھائی چھپائی حسین ترین سرورق، جلد شائع ہو رہے ہیں آج ہی طلب کیجئے

..... ملنے کا پتہ
..... ملنے کا پتہ
..... ملنے کا پتہ

ایوب ایڈمی

لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

ایس قریشی کی سیکرٹ سروس

کا عظیم الشان خفیہ خاص نمبر

پرمود کی موت

مصنف
ایس قریشی

- کیٹن پرمود غداری کے جرم میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور بلگار نوئی حکومت نے اسے موت کی سزا سنائی۔
- قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بلگار نیہ کے جواں سال دلیر سکیڑٹ ایجنٹ کیٹن پرمود کو فائبرنگ سکورڈ کے سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے آرا دیا گیا۔
- بلگار نوئی وزیر اعظم در بڑی طاقتوں کے سفیروں اور سپیڈوں غیر ملکی ایجنٹوں کے سامنے پرمود کی لاش کو ایک تابوت میں بند کر کے دفن کر دیا گیا۔
- کیٹن شازیہ، پرمود کی موت، اسکی مینگتر اور اسکی روح نے انتقام لینے کی قسم کھائی تو اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کر دیا گیا۔
- کیا کیٹن پرمود کے قتل میں ریڈ گلف یا کسی اور سپر پاور کا دباؤ شامل تھا؟ کیا واقعی پرمود نے غداری کی تھی؟
- اور پھر... دنیا کی بڑی طاقتوں میں کھلبلی مچ گئی، وہاں قتل و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ اہم راز چوری ہونے لگے یورنیم سے لے ہوئے بحری جہاز غائب ہو گئے، ایٹمی ذبیروں سے خطرناک میزائل اٹیم وہائیڈروجن بم اور بیشمار تباہ کن ہتھیار غائب ہو گئے۔
- پوری دنیا لرزہ بر اندام تھی ہر طرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔ مونیکا... مونیکا... آپکے محبوب مصنف ایس قریشی کا سدا بہار قلم ایک نئی ہنگامہ خیز کہانی پیش کر رہا ہے یاد رکھیے برسوں آپ اس ناول کو نہ کھلا سکیں گے۔
- ایجنٹ صاحبان آج ہی آرڈر سے مطلع فرمادیے



محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین

